کال مل کر اُن سے منز کو رہیل کا نمبر حاصل کر کے وہاں کال ملائی اور کہا کہ آپ ایسے
اپنے تک رسائی دے دیں لیکن انہوں نے کہا کہ آپ شکایت کا نمبر اس سے لے لیں ہم ہمیں
بتا دیں ہم ان میں سے تفصیل بتا دیتے ہیں جس پر میں نے اصرار کیا کہ نہیں انہیں
اس پر میری ان تک براہ راست رسائی ضروری ہے تاکہ میں ان سے ایک ایک
پہلو پر بہ تفصیل بات کر سکوں مگر میری بات نہ مانی گئی اور شکایت کا نمبر
جان کر انہوں نے کہا کہ حکومت اس پر کوئی ایکشن نہیں لے سکتی اس کا معاملہ عدالت
میں زیر سماعت ہے حالانکہ ان ہی کے لوگوں میں دین سینس (sense) بھی
نہیں کہ مقدمات 2 طرح کے ہوتے ہیں ① فوجداری (کرمینل کیسز) ② دیوانی (سول کیسز)
مذکورہ زیر بحث مسائل کا ان میں سے کیا تعلق تھا وہ تو ایک
فوجداری مقدمہ تھا جو ان لوگوں نے ایسے جرائم کو تحفظ دینے کیلئے مجھے
ایسے پھنسانے کیلئے تیار کر رکھے ہوئے (ایک تو چوری اور پھر سینہ زوری) اور
(الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے) کے مصداق اس ایشو کو خوب خراب کر دیا جو
جس کا میں نے متعلقہ فورم پر جواب دیا جس سے الحمدللہ بعد ازاں
بری ہو گیا

میرے اور مخالفین کے درمیان بہت سارے مسائل ہیں جن میں فوجداری بھی ہیں
اور سول بھی جیسا کہ درخواست بالا سے بھی ظاہر ہو رہا ہے مثلاً زمین کا مسئلہ
الگ ہے ملازمت کی برخاستگی کا مسئلہ الگ ہے جو سول کیس ہے [illegible] کا مسئلہ الگ
ہے تنخواہوں کا مسئلہ الگ ہے، تنظیمی رکنیت کا مسئلہ الگ ہے، گاڑی چوری / گمشدگی
کا مسئلہ الگ ہے، عبدالصبور افغانی کا مسئلہ الگ ہے، امتحانات میں دھوکہ دہی
کا مسئلہ الگ ہے وغیرہ وغیرہ لیکن اب یہ لوگ ہر مسئلے کو زیر والے مسئلے کے
ساتھ ملا رہے ہیں۔ اگرچہ یہ سارے مسائل ہیں اور ان کا آپس میں تعلق بھی ضرور ہے
اور مجھے افسوس ہے کہ عدالتیں اور وکلاء صرف زیر والے مسئلے تک ہی محدود ہو رہے ہیں؟
جو میں نے بارہا چیف جسٹس کے اس جانب توجہ دلائی جسے نظر انداز کیا گیا جو کہ
ان مسائل نے مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر زیر والے مسئلے کا
ان مسائل کے ساتھ تعلق ثابت کرنا

جاتا۔

(1) ادارہ ہو محکمہ میں بڑے بڑے سنگین جرائم ہوتے رہتے ہیں جن کے سامنے مذکورہ زیرِ سوال مسئلہ ہیچ ہے۔ لیکن ان پر کوئی بات نہیں کرتا اور ہمیشہ یہ لوگ میرے خلاف ہی جھوٹے مدعی اور جھوٹے نام نہاد گواہ بن جاتے ہیں۔ کسی بھی جرم پر خاموشی اختیار کرنا بذاتِ خود ایک جرم ہے اور اعانتِ جرم ہے۔

(2) جو لوگ حکومت اور ریاست کے خلاف سنگین جرائم میں ملوث ہیں اُن کے خلاف تو سرکار کی مدعیت میں مقدمہ درج نہیں ہوتا مگر من سائل کے خلاف اُسی سرکار کو مدعی بنا دیا گیا جس کے ساتھ وفاداری نبھاتے ہوئے اور خلوصِ دل اور دیانتداری کے ساتھ من سائل ریاست کی خدمت میں مصروف تھا مگر من سائل کی شدید حوصلہ شکنی اور دل شکنی ہوئی اور وہاں خصوصاً ناصر مشتاق اس حوالے سے بھی میرے ساتھ فضول بحث کر کے مزید تکالیف پہنچاتا تھا۔

نوٹ (1): علی زمان صاحب ولد محمد علی کی دی گئی معلومات کے مطابق من سائل کے خلاف تو سرکار مدعی بنی مگر گاڑی چوری / گمشدگی کا مقدمہ سپرنٹنڈنٹ کی مدعیت میں بھی درج نہ ہوا البتہ ڈرائیور ذاکر کی ذاتی مدعیت میں درج ہوا جو کہ غالباً گاڑی کی چابی گاڑی کے اندر ہی چھوڑ گیا تھا اور اس کے بقول اُس نے چابی شاہنواز چوکیدار کے حوالے کر دی تھی لیکن اس بات پر حیرت ہے کہ کیا ڈرائیور کے پاس گاڑی کی چابی رکھنے کے لیے بھی کوئی جگہ نہ تھی؟ ڈرائیور ذاکر کو بھی باعزت ریٹائر کر دیا گیا حالانکہ یہ بھی من سائل کی طرف سے مختلف شکایات میں نامزد ملزم رہا تھا اور اس کی بے ضمیری، بے حوصلگی، کمینگی، بے شرمی اور بے حیائی میں اپنی مثال آپ تھا۔ اور اس نے جو بیان کے لیے دیا ہے وہ کیس سعادت علی مغل کے ساتھ جو ہم جنسیت کی تھی جس کا واقعہ بھی من سائل نے اپنی درخواست ہائے گزشتہ میں بیان کیا جس کا پہلا عینی شاہد مذکورہ شاہنواز ہے اس کا میڈیکل کلیئرنس سرٹیفکیٹ پیش کرنے میں بھی یہ لوگ ناکام رہے ہیں۔ نوٹ (2): سب آپ دیکھتا شاید ہیں کوئی چکلہ ایسا ہو جس سے ادارے کے باعزت ریٹائرڈ ملازمین مثلاً مذکورہ ذاکر ڈرائیور زاہد گل فاروق، ملک محمد اقبال اور جی 16 اسی طرح ... حاضر سروس ملازم سعادت علی مغل اور خوشحال ملازم کینٹین ارشد واقف نہ ہوں اور وہاں موجود ہو کر وہاں جا کر بدکاری نہ کرتے ہوں۔

مذکورہ ارشد نے الزام لگایا جب ہمارا پکنک ایبٹ آباد میں جا کر بدکاری کیا کرتا تھا جس کا وہاں
چرچا الزام تھا۔
(دماغ) یہ کہ مجوزہ شدہ الزام عبدالقیوم وغیرہ کا کہنا تھا کہ ادارے کے سابق سپرنٹنڈنٹ فضل محمود
صاحب جو رنڈی باز تھے اور عبدالقیوم صاحب کا یہ بھی کہنا تھا کہ ہاتھ پکڑنا یا کسی بہانے سے اگر
عورت کے پستانوں کو چھو لیا جائے تو اس میں حرارت اور جنسی ہیجان پیدا ہو جاتا ہے اور وہ
جنسی خواہش پورا کرنے پر آمادہ اور تیار ہو جاتی ہے اور پستانوں کو مزید مسلنے اور خارش
کرنے سے وہ مزید احساس و جذبات سے سرشار ہو کر [illegible] کر اپنا مادہ منویہ خارج کرنا شروع ہو جاتی ہے۔
چنانچہ ان کا کہنا ہے کہ ایک موبلٹی کورس (چلنے پھرنے نقل و حرکت کا کورس نابیناؤں کیلئے) کے دوران
(چلنے پھرنے کا کورس)
ایک نوجوان لیڈی کونسلر نے ان (عبدالقیوم) کا ہاتھ پکڑا تو انہوں نے بہانے بہانے سے
اس کے پستانوں کو ہاتھ لگانا شروع کر دیا تو وہ جنسی طور پر اس کی طرف مائل ہو گئی۔ رفتہ
رفتہ ان کے ناجائز اجتماعات جنسی تعلقات قائم ہو گئے اور فضل محمود کو بھی اس میں انہوں نے شامل کر لیا
چنانچہ وہ خاتون ادارہ میں آیا کرتی اور ان کے ساتھ جنسی تعلقات قائم کر کے چلی جایا
کرتی تھی اور ان کے بقول بھی اور ویسے جب میں سائل ادارہ ہذا لوگوں ادارہ آیا کرتا تھا تو جب
واش روم جاتا تو حیرت انگیز طور پر واش روم میں قالین بچھا ہوا ہوتا اور کبھی کبھار تو
کمرے بھی باہر لٹکتے ہوئے پائے جن میں زنانہ کپڑے بھی ہوتے تھے۔ جناب فضل محمود صاحب
باہر نکلے اور انتہائی شرمندگی سے بات کرنے لگے اور سختی سے مجھے کچھ دیر کے لیے دور ہٹنے کو کہا
اور واش روم تو میری تھا لیکن مجھے کہا کہ کچھ دیر کے بعد آنا میں سمجھا کہ شاید انہیں اس
وقت قضائے حاجت ہو گی یا واش روم کی صفائی وغیرہ کا کوئی مسئلہ ہو گا مگر
(بارہا)
کبھی کبھار مجھے پیچھے سے کسی خاتون کی خوبصورت، کوئل کی طرح پیاری اور نوجوان آواز
سنائی دیتی اور ہم دونوں کے ساتھ زنانہ کپڑے دیکھ کر بعض بار [illegible] محسوس کر کے حیرت
بھی ہوتی اور ایک آدھ بار نازک خاتون کو ہاتھ لگنے پر بھی مجھے اندازہ نہ ہو سکا کہ اس
ادارہ کا ماحول اتنا گندہ ہے جس میں ان لوگوں ادارہ سے فراغت پا کر کبھی کبھار
اس سے ملنے یا کسی کام کی غرض سے آیا کرتا تھا میں نے سمجھا کہ شاید کسی بیمار
خاتون کا کوئی ڈسپوزل کیس نہ ہو۔

بہرحال عبدالقیوم صاحب کے بقول تین سال تک ان کے چند گورے عورت سے ناجائز
جنسی تعلقات رہے اور بعد از ملازمت انہوں نے تصدیق کی کہ چند گورے خاتون وہاں
سیکرٹری کو لینڈ تھی اور وہ صاحب چند گورے مفضل محمود صاحب تھے اور یہ دونوں بڑی طرح تماشین
بجھا کر اس عورت کے ساتھ مباشرت کیا کرتے تھے اور ان دونوں کی آپس میں خفیہ انڈرسٹینڈنگ
(Understanding) تھی۔

عبدالقیوم صاحب کے بقول وہ عورت کسی وقت ان کے پاس آکر ورکشاپ میں بیٹھ جاتی اور ان
کی کرسیوں کے بننے کا غور سے مشاہدہ کرتی۔ ایک مرتبہ اس نے سر اٹھا کر پوچھ لیا کہ آپ لوگ
سوراخ کیسے ڈھونڈ لیتے ہیں جو کہ ان کے بقول پاس بیٹھے نابینا کین ورکر نے صاف سمجھا کہ
یہ عورت ہی کوئی مجنون خاتون ہے جو کرسی کے سوراخ کے بارے میں پوچھ رہی ہے یا بات کر رہی ہے بہر
حال عبدالقیوم نے جواب دیا کہ انگلی سے ڈھونڈ لیتے ہیں تو وہ ہنس پڑی۔

(62) میں نے سابق چوکیدار اور سابق خانساماں شبیر کا یہ بیان ہے کہ ایک مرتبہ مفضل محمود صاحب
کے پاس دفتر میں ایک عورت آکر بیٹھ گئی تو وہ بار بار شرارتاً آکر اس سے پوچھتا کہ جناب
آپ کو پانی چاہیے؟ یا کوئی اور چیز چاہیے؟ بالآخر مفضل صاحب تنگ آکر بار بار پوچھنے سے
غصے سے کہا کہ خدا کے لیے چلے جاؤ مجھے کچھ نہیں چاہیے اب کچھ نہیں پوچھنا۔

(63) جیسا کہ میں ان لوگوں کے اس اعتراض کی بات کر رہا تھا کہ یہ عدالت میں زیر سماعت
مقدمات کر آئے کہ ان کے پیچھے چلتے رہے حالانکہ میں خوب جانتا ہوں کہ عدالت
میں زیر سماعت مقدمات کے حوالے سے بات غیر متعلق طور پر ہم نہیں کرنی چاہیے اور پاکستان میں زیر
تفصیل سپریم کمیں اس حوالے سے بات نہیں ہونی چاہیے مگر چند لوگوں کو کوئی نہیں اور ہم کسی کی خالفت
ان لوگوں نے کی نہ کہ میں سائل نے جس پر بھی ان لوگوں کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے
عدالت نے تو درخواست ضمانت پر بھی علیحدہ کیس تصور ہوتا ہے سیول عدالتوں
میں ہر کیس کا علیحدہ علیحدہ الگ الگ مقدمہ ہوتا ہے۔

جب میں سائل یہ کہتا تھا کہ میں ان شاء اللہ ان لوگوں کے خلاف عدالت عظمیٰ تک
جاؤں گا جس سے پہلے میں سائل تمام اداروں اور میڈیا پر ان کو آزمانا چاہتا ہوں اور عدالت
میں جانے کے بعد کسی اور فورم پر یہ معاملات ڈسکس نہیں کیے جا سکتے تو میں

ان تمام معاملات کے حوالے سے درخواست دینے کی بات کرتا تھا نہ کہ کسی اپیل یا معاملے کے حوالے سے
یہ تو میری ہر شکایت کے جواب میں غیر قانونی طور پر غیر متعلقہ فورم پر عدالتی معاملات
کے حوالے سے مجھے بدنام کرتے رہے اور کہتے رہے کہ اس پر اس لئے بھی کارروائی نہیں ہو سکتی کہ
اس کا معاملہ عدالت میں زیر سماعت ہے۔ کیا عدالت میں کوئی کرپشن کا کیس زیر سماعت
تھا۔ وہ تو ایک فوجداری مقدمہ تھا جو میرے خلاف تھا جس کے حوالے سے انہوں نے
عدالتی فیصلوں سے پہلے ہی میرے بارے میں اپنا منفی ذہن بنا رکھا تھا اور اپنے خیال باطل میں
یہ لوگ کب کے مجھے پھانسی کے پھندے تک لے جا چکے تھے۔ سوال یہ ہے کہ ان کے مس کنڈکٹ/جرائم خصوصاً
بنیادی مسئلہ اور مس کنڈکٹ ٹرائل سے قبل کے واقعات مثلاً کرپشن اور انکوائری وغیرہ
کو چھوڑ دیا جائے۔

(64) ۱- اگر ان کا دعویٰ درست ہوتا اور میں عدالتی مقدمہ کے ہوتے ہوئے شکایت نہیں اور
درخواست نہیں دے سکتا تھا تو پھر سروس ٹریبونل میں میری اپیل کیوں سنی گئی؟ اور
اگر عدالتی فیصلوں کا اتنا ہی احترام ہے تو عدالتی فیصلے کے بغیر مجھے ملازمت سے برطرف کیوں
کیا گیا؟ اور اب جو عدالتوں کے فیصلے جو میرے حق میں ہوئے اور جن کے خلاف انہوں نے
کوئی اپیل بھی نہ کی تھی تو پھر مجھے بحال پر ملازمت کیوں نہیں کیا جا رہا؟ اور تاحال میرا
خلاف منفی پروپیگنڈا کیوں جاری ہے۔

(65) یہ کہ جیسا کہ میں عرض کر رہا تھا کہ جب میں سائل نے اپنی برطرفی کے خلاف محکمانہ اپیل
کی جس کے حوالے سے مس کنڈکٹ نے عدالت میں جھوٹ بولا کہ سائل نے کوئی اپیل دائر کی
تو اپنی محکمانہ اپیل کے فالو اپ کے سلسلے میں جب میں سائل محکمہ کے دفتر کے ایک نابینا
براجہ منیر اکبر خان ولد ایوب خان کے ہمراہ بار بار سیکرٹریٹ جاتا رہا تو متعلقہ سیکشن
افسران سے ملاقاتیں ہوتی رہیں جنہوں نے زبانی طور پر کہا کہ ہم نے ڈائریکٹوریٹ
سے جواب مانگا جنہوں نے آپ کی اپیل کے خلاف تسلی بخش جواب دیا حالانکہ وہ غیر
تسلی بخش تھا اور محض رسمی کارروائی کے طور پر ڈائریکٹوریٹ نے لکھا کہ ہم نے تمام تر
قانونی تقاضے پورے کرتے ہوئے مس کنڈکٹ کو برطرف کیا ہے جو چند لائنوں کا جواب تھا
لیکن میری اپیل کا نقطہ بہ نقطہ اور پیرا وائز جواب نہ دیا گیا جو کہ

یہ لوگ میری کسی بھی درخواست کے حوالے سے ایسا نہیں کر سکتے۔ زیادہ سے زیادہ محض رسمی
کارروائی کے طور پر لیٹر کے جواب میں (انکار) لکھ دیتے ہیں جیسا کہ سروس ٹریبونل
میں انہوں نے اپیل کے جواب میں ایسا کیا چنانچہ میں سائل کے خلاف جو جھوٹی اور نام نہاد
انکوائریاں کی گئیں اُن میں یہ معاملہ کا جائزہ لینے کا میری اس بات کو جھٹلانے اور
ثبوت دینے یا اپنی باتوں کے ثبوت اپنی رپورٹس کے ساتھ لف کرنے / انکوائری کا
بتانے کی بجائے ان کا سارا زور صرف الزامات کے جواب میں میں سائل پر سنگین الزام تراشی
اور مجھے بدنام کرنے پر صرف ہوتا رہا تاکہ میری بات سنی ہی نہ جا سکے جس کے
لیے یہ لوگ مکر و چالبازی اور بہانہ سازی سے ٹیکنیکل الفاظ کا سہارا لیتے رہے اور اپنے
اختیارات نہ ہونے کا بھی عذر پیش کرتے رہے مقصد محض ان لوگوں کو بچانا تھا مگر میں سائل
کے حوالے سے ایسا رویہ اختیار نہ کیا گیا مگر مجھے پھنسانے کیلئے سر توڑ کوشش کی گئی۔

(66) بہر حال میں سائل مذکورہ اپیل کے ساتھ لف کیے گئے سیکرٹری کے کورنگ لیٹر
اور ڈائریکٹر ریسرچ کے جوابات کی نقول حاصل کر کے ایڈیشنل سیکرٹری محمد یار شاہ صاحب
سے اور اُن سے شکایت کی کہ ڈائریکٹر ریسرچ کے محض رسمی اور غیر تسلی بخش جواب ہیں
میں اپیل کے مندرجات کی بات ہوئی ہی نہیں ہے جس پر جناب شاہ صاحب نے متعلقہ سیکشن
آفیسر کو بلا کر ہدایت کی کہ انہوں نے تو محض چند اسٹنٹ رسماً لکھ کر بھیج دی
ہیں تو ان سے پیرا وائز جواب طلب کیا جائے تو کہ جب کبھی بعد ازاں میں سائل
دوبارہ سیکرٹری آ گیا تو مذکورہ جواب اسانی سے اطلاع ملتی رہی اور ایڈیشنل سیکرٹری
صاحب فرماتے رہے کہ وہ اتمام حجت کے طور پر اپیل ریمانڈ بھیج رہے ہیں
تاکہ کیس مزید مضبوط ہو سکے اور اُن کے پاس کوئی دفاعی جواز نہ رہے اور یہ بھی
فرماتے تھے کہ اگر اُن کے پاس جواب ہوتا تو وہ دیتے چنانچہ بعد ازاں ایڈیشنل
سیکرٹری تک ہماری رسائی ہی کو ناممکن بنا دیا گیا۔

(67) یہ کہ ایڈیشنل سیکرٹری صاحب نے یہ بھی فرمایا تھا کہ لوکل گورنمنٹ ایکٹ
2016 کے تحت اب تو گریڈ 1 تا 16 ڈائریکٹر کا کوئی اختیار نہیں ہے جو کہ یہ اختیار
اب ڈویژنل کمشنر (ڈی سی) کے پاس ہے اور گریڈ 17 سے ویسی ہی سیکرٹری کا

کا اختیار شروع ہو جاتا ہے۔ جو اسسٹنٹ کمشنر کے پاس تو کوئی اختیار رہتا ہی نہیں وہ کون ہوتا ہے ٹالنے والا؟ (یہ کوئی گپ تو نہیں ہے کہ اسسٹنٹ کمشنر کسی کو ٹال دیتا ہے)
بعد ازاں آخر میں جب من سائل ۹ الرم کے ساتھ اسسٹنٹ کمشنر صاحب گیا تو محمد بلال شاہ صاحب سے تو نہ ملوایا گیا مگر متعلقہ سیکشن انچارج شاہ صاحب سے کلام کیا اور زبانی طور پر یہی بتایا کہ آپ کی اپیل کا انہوں نے ثبوتوں کے ساتھ جواب دیا جو کہ ہمیں ضرور سے کہنا پڑ رہا ہے کہ ان کا جواب تسلی بخش ہے یا کہ ہم نے آپ کی اپیل خارج کر دی ہے اور پھر کوئی نقل فراہم نہ کی اور مجھ سے کہا کہ آپ کے لیے عدالتوں کے دروازے کھلے ہیں یا ہائی کورٹ نہیں جا سکتے کہ آپ یہاں مزید کام کریں۔ نیز نقول بھیجنے کا وعدہ بھی پورا نہ کیا۔

(67) یہ کہ جیسا کہ ایڈیشنل سیکرٹری صاحب کا یہ مجھ سے کہنا تھا کہ اگر ہم سے یہ مسئلہ حل نہ ہوا تو یہ سیدھا سیدھا عدالت کا کیس ہے جس کا فیصلہ ملک کی سپریم کورٹ آپ کے حق میں دے گی اور ہمارے خلاف ہو جائے گا۔ من سائل کہہ رہا ہے کہ محض وقت گزاری کر کے ہو رہی علاقائی اپیل کا وقت ختم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے

(68) یہ کہ من سائل نے محکمہ سے مایوس ہو کر ایڈیشنل سیکرٹری صاحب کے حکم کو بالا صرطان کی روشنی میں ضلعی / مقامی حکومتوں کے سربراہان یعنی ڈپٹی کمشنر صاحب اور ناظم اعلیٰ ایبٹ آباد کو اپیل کی جس کے جواب میں DSA سوشل ویلفیئر ایبٹ آباد نے کہا کہ اس نے اپنی پیرا وائز کمنٹس پہلے ہی محکمانہ اپیل میں جمع کر رکھے ہیں جو کہ پہلے ہی سے اندر ہیں اسی لیے لہٰذا دو متوازی اپیلیں نہیں چل سکتیں چنانچہ اپیل لہٰذا اسے خارج کیا جائے لیکن سروس ٹریبونل میں جھوٹ بول دیا کہ اس کی کوئی اپیل پہلے سے ہے ہی نہیں چنانچہ من سائل نے مذکورہ سیکرٹری کا کورنگ لیٹر وائس سیکرٹری کا جواب اور ضلع ناظم کا ڈی او کو لکھا گیا لیٹر بطور ثبوت اپنے جواب الجواب کے ساتھ لف کر دیا
من سائل شاید وہ رسید بطور ثبوت اپنی اپیل کے ساتھ لف نہ کر پایا تھا جس رجسٹری کی وجہ سے من سائل نے محکمانہ اپیل ارسال کی تھی جس کا نمبر ... مورخہ 23-01-2020 کو ... اور ... دیا اور پکڑے ہوئے ان لوگوں نے جھوٹ بول دیا

کو وکیل مخالف نے پھر پہلو سے شرمندہ ہو کر بوکھلاہٹ میں کہا کہ (ثبوت ہے ثبوت
ہے۔ انکوائری کی آفیسر نے لکھا......) لیکن جج صاحب بار بار فرما رہے تھے (محمد جان صاحب
محمد جان صاحب ادھر ادھر نہ جائیں مجھے ثبوت دیں انکوائری کی آفیسر نے کوئی
فائنل بنائی ہو یا جو باتیں اس نے کیں اُن کے ثبوت کہاں لف ہیں؟ اس نے گالیوں
کا بھی لکھا ہے گالیاں کہاں ہیں)۔ وکیل مخالف نے کہا (ثبوت ہے ثبوت ہے سب
سے بڑی بات یہ ہے کہ اس کی اپیل ہی مینٹینبل اپیل نہیں ہے اس کی کوئی
محکمانہ اپیل سرے سے ہے ہی نہیں) یہ وہ اپنا آخری پتہ کھیل رہا تھا
مگر جج صاحبان نے فرمایا کہ اس کی اپیل صفحہ نمبر 25 تا 29 پر موجود ہے اپیل کے ساتھ
لیکن اس نے کہا کہ یہ تو اس نے بعد میں لکھ کر ویسے ہی لگا لی ہے وہ کہہ رہا تھا کہ یہ کوئی
اپیل محکمانہ کو ارسال کرنے کا کوئی ثبوت نہیں ہے جبکہ عالیہ" من سائل کے
کاغذات مرتب کرنے والوں نے جو اس کی رسید لف نہ کی تھی اس کا فائدہ
اٹھاتے ہوئے بےوقوف وکیل جھوٹ تو بول رہا تھا لیکن ہم پاکستانیوں کو جہالت
اور کئی بیماریاں اور ہم میں کئی خرابیاں ہیں وہاں کاغذات پوری طرح اچھی طرح نہ
پڑھنے کی بیماری بھی ہے اگر وہ میرے جواب الجواب اور اس سے منسلک کاغذات کو
دیکھ لیتا تو اس کی آنکھیں کھل جاتیں۔ اگر میری اپیل نہیں لگی تو سیکرٹری کا
کورنگ لیٹر اور ڈائریکٹوریٹ کا جواب بنیر ضلع ناظم ایبٹ آباد اور ڈپٹی کمشنر
ایبٹ آباد کو لکھی گئی درخواست اور ڈی او کا خط کورہ خط (لیٹر) کہاں سے آ گیا؟
جس جانب جب من سائل نے معزز دو رکنی بنچ کی توجہ مبذول
کرائی تو مسمی خارجی وکیل اپنا آخری پتہ بھی ہار کر شدید شرمندگی اور ندامت
اٹھانے کے بعد اس نے منہ بند کر لیا۔ (نوٹ) جو وکیل ... الیکشن میں ہارا
کو محکمانہ اپیل کے علاوہ اعلیٰ حکومت کو اپیل کرنے سے منع کر رہا تھا ...
حالانکہ ہم بہت خوش ہوئے اور اب وہ خود مجھے منع کر رہا ... انشاءاللہ
سے ... کرنے کے مشورہ دیتے رہے تھے

(7)- وکیل ناصر مشتاق کی بدنیتی ایک بار پھر اس وقت کھل کر سامنے آئی

جب [scribble] مجھے کہنے لگا (انہی لفظوں کا ترجمہ ہے) کہ آپ کو بھی کمانڈ اپیل کا ثبوت دینے کی
کوئی ضرورت نہیں ہے یہ تو وہ ثابت کریں کہ آپ نے عمل درآمد نہ کی حالانکہ عدالتی
میں سائل تھا اور انہیں ثابت کرنے کی سیدھا عدالتی پرچہ رجسٹری ڈاک اور دیگر ثبوتوں
کی عدم موجودگی ان کے دعوے کو خود بخود سچا ثابت کر دیتی۔

جناب والا! دیکھیں آپ نے کہا ہمارے اکثر وکلاء کتنے احمق ہیں۔ اور یہ بھی دیکھا ہے
نے کہ یہ کتنا ظلم و ستم والا قصہ ہے وہ فیصلہ ہے کہ جو لکھا ہے مخالف وکلاء کو بھی اپنے
ساتھ ملا لیتا ہے اور میرے والدین بھی کتنے سادہ تھے خصوصاً ایسے گھٹیا وکلاء کی
باتوں میں آ کر کہتے تھے وکیل کرو، وکیل کرو خود نہ بولو ورنہ پھنس جاؤ گے اگر انسان خود
اپنا مقدمہ لڑ سکتا تو اتنے بڑے بڑے اور اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ وکیل کیوں کرتے؟ نیز
وکلاء یہ کہہ کر بھی ڈراتے کہ وکیل نہ ہونے کی صورت میں سائل اپنا مقدمہ نہیں
لڑ پائے گا اور اس سے آگے ہے سپریم کورٹ جس کی اپیل لکھنا بھی کوئی آسان
بات نہیں۔ کم از کم 8، یا 10 لاکھ روپے کا تو وکیل کرنا پڑے گا اور سالہا سال
تک تو اپیل سماعت کے لیے مقرر ہونے کی باری ہی نہیں آئے گی نیز مجھے میرے
گالیوں کے حوالے سے بھی ڈرایا اور ہتک آمیز سلوک کا نشانہ بنایا جاتا تھا
اور کہا جاتا تھا کہ جو تم نے لکھوا رکھی ہیں ان کا کیا ہو گا؟

(7) یہ کہ مذکورہ نام مشتاق بار بار دوسرے وکلاء کی طرح مجھے کہا کرتا تھا کہ ان
کی سزا کی بات نہ کرو ان کی سزا کر چھوڑو وہ تم اپنی خیر مناؤ ملزم تم ہو وہ نہیں
اور انہیں سزا ہونے کی ہم کوئی ضمانت نہیں دے سکتے جب میں سائل توہین عدالت
کی بات کرتا تو یہ کہتا کہ اگر یہ آدمی سے جھوٹ بولے تو بھی کیسے سزا ہو سکتی ہے؟ اور عدالت
سے جھوٹ اور دھوکہ دہی کی سزا کیوں نہیں ہو سکتی؟ تو وہ کہتا کہ یہ عدالت
کا اپنا استحقاق ہے اور ملزم بھی تو جھوٹ بولتا ہے تو کیا اسے سزا ہو جاتی ہے
حالانکہ میں سائل مدعی ہوں پیش کر رہا تھا کہ سپریم کورٹ نے ملازم شخص کے
خلاف عدالت کو گمراہ کرنے کی دفعہ بھی لگا دی۔ مگر یہ مجھے کہا کرتا تھا کہ
مدعی یا گواہ نہ سنا کر مدعی ہو یا تو جھوٹ بولتا ہے۔

(72) وزیر اعظم عمران خان بھی یہ بات کرتے رہے ہیں کہ برطانیہ میں عدالتیں چھوٹے
بڑے سب کو بھی سزا دیتی ہیں اور وہ یہاں بھی ایسی ہی معیاری عدالتیں قائم کرنے کی بات
کرتے تھے ویسے بھی ہم جب نظامِ عدل و انصاف یا عدل و انصاف کی بات کریں تو ہمارے ذہن
میں فوراً قانون و انصاف اور عدالتی انصاف میں اصلاحات کا فوری خیال آتا ہے جس میں
موجودہ حکومت بری طرح ناکام رہی ہے

(73) جناب والا! یہ کہ اگر عدالت کو اپنا جرم معاف کرنے کا حق اور اختیار ہے تو کیا
دیگر چوٹی کے مسائل، طاقت و اختیارات کے ناجائز و غلط استعمال اور
لاقانونیتوں اور کرپشن کی جو تفصیلات پیش کی گئی ہیں کیا انہیں بھی
معاف کرنے کا حق اور اختیار حاصل ہے؟ حالانکہ ریاست کا مال بھی کسی
منصب یا ادارہ کی ذاتی ملکیت نہیں جسے معاف کرنے کا کوئی بھی مجاز نہیں اور
ہر ریاستی ادارہ ریاستی مفادات کے تحفظ کا پابند ہے

مذکورہ بالا شمشاد بیگم جج ریاض صاحب کے بار بار کہنے کے باوجود بھی
کہ ممبر سائل کے خلاف دائر شدہ مقدمہ قابل راضی نامہ ہے کہتی رہی کہ
یہ تو سرکاری کیس ہے اسے ہم واپس نہیں لے سکتے اور بچوں کے ورثاء
کو مقدمہ سے لاتعلق رکھتے ہوئے اپنی مرضی سے مجھے بلیک میل کرتے رہے حالانکہ
جج صاحب نے وکلاء سے بھی تصدیق کروائی کہ مذکورہ مقدمہ قابل راضی نامہ ہے
بہرحال ایاز وغیرہ کہتے رہے کہ ہم اللہ کی رضا کی خاطر اسے معاف کرنے کے
لیے تیار ہیں بشرطیکہ یہ اپنا جرم تسلیم کرے اور اس کا والد یا کوئی بھی
بڑا ہمیں لکھ کر دے کہ یہ بے قصور ہے اور یہ آئندہ درخواست دہی ہمیشہ
کے معاملات میں آپ کی مخالفت نہیں کرے گا جس پر عمل ہو گیا تو جیسا کہ
یہ لوگ اللہ کی رضا کے لیے اپنے کالے کرتوتوں سے باز کیوں نہیں آتے؟
کیونکہ ہو سکتا ہے مال واپس نہیں کرتے بجائے اس کے کہ ان سے پہلے لیا گیا
مال واپس کیا جائے اور انہیں ملازمت سے برطرف کرتے ہوئے انہیں ملازمتوں
سے برخاست کرتے ایف آئی آر درج کی اور عبرتناک سزا دی جائے مگر میری بار بار

جتنے ورکار رہے باوجود میری کسی بات کا اثر ان پر نہیں ہوتا اور ان کے کانوں پر جوں تک نہیں
رینگتی ہے چونکہ مذکورہ ریٹائرمنٹس کو روکنے کا اب میرے پاس ایک ہی طریقہ ہے کہ ان کے
خلاف FIR ایف آئی آر داخل کی جائے تاکہ یہ سب افسران معطل ہو جائیں
اور آخری فیصلہ تک ریٹائر نہ ہو سکیں۔

(نوٹ) مذکورہ مقدمہ تو قابل راضی نامہ تھا اور الحمد للہ وہ صلح بھی
ہو گیا لیکن گاڑی وغیرہ، زہر وغیرہ جیسے مذکورہ معاملات ناقابل معافی ہیں

7۔ یہ کہ میں سائل آنریبل ہونرایبل سے فریاد کرتا ہوں کہ میں سائل پر ظلم کرتے
بے حد زیادتی کرتے ہوئے اور اس ملک و قوم اور ریاست و معاشرہ پر بھی
ناانصافی و بے ایمانی کرتے ہوئے ان لوگوں سے ہمیشہ کیلئے جان خلاصی کی جائے۔
(جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا) ۔ اور کسی ایک دفعہ کے تحت نہیں
بلکہ تمام متعلقہ دفعات کے تحت جو جو جرم بھی ان سے دھوکہ دہی سمیت
سامنے آئے یا مزید سامنے آئیں انہیں سخت سے سخت اور کڑی سے کڑی
سزا دی جائے تاکہ یہ پا جوتا یا جوتا وغیرہ جو تک کر ہو جائیں اور جو
سزائے موت کے قابل ہیں انہیں سزائے موت دی جائے لیکن اس سے
پہلے ان کا کڑا احتساب کرتے ہوئے ایک ایک پائی ان سے وصول کی
جائے اور ان کے تمام اثاثہ جات ضبط کیے جائیں تاکہ آئندہ کوئی ایسے غلط کام
نہ کر سکے اور مخلوق خدا ان کے شر سے محفوظ رہ سکے لیکن میری بات نہ مانی گئی۔
حالانکہ یہی آنریبل ماضی میں بہت لوگوں کو جیل بھجوا چکا ہے اور جب میں سائل نے
اپنے وکیل کے سامنے یہ نقطہ پیش کیا کہ میں ان کے مذکورہ ماضی کے حوالے سے اصل
نقطہ یہ بھی پیش کروں گا کہ آپ لوگ آنکھوں پر پٹی باندھ کر مجھے جیل قدم
چل کر دکھائیں اور ایک اجنبی جگہ لے جانے کے لیے کوئی تک پہنچ کر دکھائیں
اس وکیل نے سمجھا کہ میں یہ بات جج کو کہوں گا تو جج یہ سنتے ہی غصہ کرے گا اور
ایسا ہوتا اور انہیں خفگی لگ گئی اور وہ تمہیں جیل بھجوا دیں گے یہ عدالت
ہائی کورٹ کے برابر ہے

من سائل نے ورکنگ پیپر کے لیے دو ڈی وی ڈیز (DVD) بڑی محنت سے اور کافی
دھکے کھانے اور اخراجات سے 2 اقساط کرنے کے بعد تیار کر والیں تاکہ یہ انہیں پڑھ کر
کر ایک ایک بات کا جائزہ لے سکیں چونکہ شاید مذکورہ گالیاں میری درخواستوں
کے اندر ہی حل جاتیں اور پتہ چل جاتا کہ مجھے کتنا تنگ کیا جا رہا ہے اور ان کے
بہت سے جرائم سامنے آتے جو کہ من سائل نے یہ بھی عرض کیا تھا کہ ان لوگوں کے
لو کا نذرات سنیں اور سیاق و سباق سے ملا کر پڑھا جائے مگر ملک [illegible]
من سائل نے سارے کاغذات پیش عدالت کر دیئے ہیں لیکن انہیں پڑھا
ہی نہیں گیا اگر پڑھا جاتا تو شاید جو ہمارے گواہوں کے حوالے سے دھمکی اور چونکہ ان کا
گیٹ پر موجود نہ ہونے جیسے معاملات کا بھی شاید انہیں علم ہو جاتا اور ان سے پوچھا جاتا
کہ اگر دھمکی دی گئی تھی تو چونکہ ان کو پہلے سے چوکس کیوں نہ کیا گیا یا پھر شاید
جذبات میں مجھ سے کوئی ایسی بات نکل گئی ہو کہ چونکہ ان وہیں کہیں گیٹ پر موجود نہیں
ہوتے اور اگر جیسے ...... یہ کوئی نا کسی کی تلاشی لیتے ہیں

(7) یہ کہ یہ معاملہ بھی تحقیق طلب ہے کہ آیا مذکورہ گولیاں خریدنے میں
یونس صاحب کا بھی ہاتھ ہے کہ نہیں

(8) یہ کہ جیسا کہ یہ لوگ من سائل کو ٹارگٹ کرتے رہے کہ میں افسروں کو برا بھلا کہتا
ہوں اور ان کی بدنامی کرتا ہوں تو کیا مذکورہ یونس منیجر نے افسران کو برا بھلا
نہیں کہا؟ کیا انہوں نے صاحبزادہ شمس الرحمٰن کے لیے (الو کا پٹھا) جیسے الفاظ
استعمال نہیں کیے؟ کیا انہوں نے صاحبزادہ شمس پر لعن طعن پر مبنی لمبی
چوڑی تقریر نہیں کی جس کی ریکارڈنگ بھی حاکم بالا کو ارسال کی گئی اور
عدالتوں میں بھی مذکورہ بالا ریکارڈ جمع کروا دیا گیا اور انہوں نے کہا کہ کیا
حکومت صاحبزادہ شمس الرحمٰن وغیرہ کو اس لیے تنخواہ دیتی ہے
کہ وہ یہاں پر صرف آکر کرسی پر بیٹھ جائے اور آرام کرے اور چائے پیئے اخبار
پڑھے اور چلا جائے؟؟ کیا انہوں نے صاحبزادہ شمس الرحمٰن کو [illegible] اور جسم
اور بازو پر پیشاب کرنے والا نہیں کہا؟ کیا میں نے اس بات کا ذکر بھی انہی کی

کر درخواست گزار درخواستوں میں بیٹھ گیا کہ انہیں تو اس حوالے سے چارج نہیں کیا جاتا؟
اور صرف مجھ اکیلے کو ٹارگٹ کیا جا رہا ہے؟ میں نے اپنی عرضداشت اپیل میں آئین اسلامی
جمہوریہ پاکستان کے آرٹیکل 25 کا بھی ذکر کیا تھا جسے یکسر نظر انداز کر دیا گیا۔
پھر یہاں مذکورہ ریکارڈ کیپر (امتیازی سلوک) یونس صاحب نے صاحبزادہ شمس کو اس بات پر بھی
کبھی تنقید کا نشانہ نہ بنایا کہ وہ ان کی مطلوبہ عمارت میں 17 ارکان کو منتقل کیوں نہیں کر رہے؟
اور ان کی مزید الاؤنس، سفارشوں اور بدنیتیوں، بدعنوانیوں کا بھی ذکر کیا۔
(نوٹ) مذکورہ یونس صاحب کا سیل نمبر 0391-9807032 ہے میری کام یا بالا سے
گزارش ہوگی کہ میری درخواست وصول کرتے ہی پہلا کام یہ کریں کہ ان لوگوں کی
ڈیپارٹمنٹس کو فوری آڈٹ کروائیں سپریم کورٹ نے سماعت
کورٹ کے برعکس جملہ معاملات کی از سر نو انکوائری کا حکم دیا اور من سائل
کے اس اعتراض پر کہ من سائل کو گواہان پر جرح کا موقع نہیں دیا گیا، پوچھا کہ
کیا آپ گواہان پر جرح کرنا چاہتے ہیں؟ تو میں نے کہا کہ ضرور کرنا چاہتا ہوں
(تاکہ یہ لوگ پوری طرح سے بے نقاب ہو کر سامنے آ جائیں اور ان کے جرم کا انکشاف ہو)۔
اگر من سائل چاہتا تو اس وقت یہ کہہ سکتا تھا کہ جب گواہان کے بیانات کی موجودگی میں تو کیا
اب جرح کی ضرورت ہے مگر من سائل نے اپنے مفاد پر قومی مفاد و مفاد عامہ کو ترجیح دیتے ہوئے
خود گواہان پر جرح کی عدالت سے درخواست کی اور یہ موقف اختیار کیا کہ یہاں پر
مقدمہ پہلے ہی بہت طویل ہو چکا ہے اور کم از کم دو ماہ کے بعد عموماً ایک تاریخ مجھے ملتی
ہے اور کم از کم (40) چالیس افراد ہیں جن پر مجھے جرح کرنی ہے۔ اگر ایک ایک تاریخ پر ایک
ایک گواہ پر بھی جرح کی جائے تو اس کے لیے خاصا عرصہ درکار ہے اور من سائل کی تنخواہ
بھی رکی ہوئی ہے جس کے باعث من سائل کو بنیادی ضروریات پوری کرنے اور مقدمہ
کے اخراجات سمیت دیگر مشکلات و مسائل کا بھی سامنا ہے۔ ہاں اگر میرا آرڈر
آرڈر معطل کر دیا جائے تو یہاں پر جرح ہو سکتی ہے لیکن عدالت کے پاس اور بھی مقدمات
ہوتے ہیں اتنا وقت نہیں ہوتا اور پر جنرل پبلک ہیں زیر بحث لانا مناسب نہیں
لیکن اس پر عدالت نے مجھے ریلیف دیتے ہوئے بحال کر دیا اور میری انکوائری کو

کو غلط اور بے بنیاد قرار دیتے ہوئے آزادانہ منصفانہ حقیقت پسندانہ غیر جانبدارانہ
[illegible] انکوائری کا حکم دے دیا لیکن میری اس عرضداشت کو بھی نظر انداز
کر دیا [illegible] اور شفاف انکوائری [illegible]
کر دیا کہ آپ مجھے اس کا علم کریں [illegible] سے پہلے [illegible] اور
سے نیچے تک سارا [illegible] ہوا ہے جن لوگوں کو [illegible]
گالیاں دیتے ہوئے [illegible] نعوذ باللہ [illegible] کو انا اعظم
کر رہا تھا کہ [illegible] کو [illegible] کیا جائے
یا عبرت [illegible] کیا جا رہا ہے اور مجھے [illegible]
اور صرف [illegible] انکوائری [illegible] کیونکہ ہر طرف [illegible]
ان [illegible] اور یہ لوگ جو من سائل کے خلاف لکھ کر دے رہے ہیں [illegible] طرف سے
من [illegible] مگر وہ ان شکایات کی نقول نہیں [illegible] کہ من سائل
کوئی ثبوت پیش نہ کر سکا اور شکایات کے ہمراہ [illegible] تو مجھے [illegible]
بار [illegible] کے لیے مجھے [illegible] پیش کیا جاتا ہے
[illegible] محمد ایاز کا سیل نمبر 0923363801 (77) [illegible]
[illegible] 0337-5062310
[illegible] (Right hand) [illegible]
[illegible] 0321-9813137 [illegible]
[illegible] من سائل کو [illegible]
کہہ گیا اور یہ [illegible] والدین کو گالی دیتا [illegible]
والدین کو گالی دیتا ہے کیونکہ [illegible] والدین کو [illegible]
اور من سائل کو [illegible] تعلقات [illegible]
کے [illegible] کے خلاف [illegible]
[illegible] کی بجائے [illegible] اور من سائل [illegible]
[illegible] کوئی [illegible]
[illegible]
[illegible] اور [illegible] کا [illegible]

اگرچہ انتہائی شرمناک ہے لیکن اس سے اس ذہنی کرب اور اذیت کا اندازہ ہوتا ہے جو ان لوگوں کی طرف سے میرے موکل کو پہنچائی جا رہی ہے

(78) یہ کہ یہ لوگ اتنے بے وقوف ہیں کہ کیا ایبٹ آباد کی پبلک کو رنجیدہ اور خبر کے ذریعوں سروس میں سپیشل شامل کیا ہو ملک کے عالمی خصوصی تعلیم کے معاملات اور یہاں دیا تنازعات کا فیصلہ کر دینا تھا؟

(79) یہ کہ ملزم اور مجرم میں فرق ہوتا ہے اور جب تک الزام اور جرم ثابت نہ ہو تب تک ملزم باعزت شہری ہوتا ہے اور مقدمے سے پہلے ہی اس کو مجرم سمجھ کر کوئی اقدام کر لینا غیر دانش مندانہ اور غیر منصفانہ اقدام ہے اور ملک کے الفاظ کا الٹ اول الفاظ میں پہلی مرتبہ دیکھا اور سنا ہے کہ صرف درخواست گزار سے متعلقہ شکایت اسی سے پوچھا جاتا ہے یا اسی کو فیصلہ سونپ دیا جاتا ہے کہ آپ ہی بتائیں کہ یہ شخص صحیح ہے یا غلط ہے اور اس کے کہنے پر ہی شکایت کنندہ کو غلط قرار دے دیا جاتا ہے یعنی بنیادی مسئلہ کو چھوڑ کر الٹا الٹی سمت میں کوئی ایسی حد ہے کہ ان سے پوچھا گیا ہے اور جس کا موجودہ اسٹیل شکایات سیل بنی ہے اس کے باوجود بھی سامنے آیا کہ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ آپ کے ذمہ کا الزام ہے بلکہ صاف صاف کہہ دیا کہ آپ غلط ہیں چلا دیا تھا اسی طرح سے کوئی ناجائز طور پر بھی میری شناخت یہ ظاہر کرتا ہے کہ اس نے انہوں نے زبردستی ڈال دیا تھا چنانچہ وزیراعلیٰ آفس والوں اور چیف سیکرٹری آفس کے درمیان جو بات چیت ہوئی مثلاً بذریعہ کورٹ آف پاکستان سے اپیل ہے کہ مورخہ تاریخ 26-6-2019 یا 27-6-2019 کا ان کے درمیان ٹیلیفونک رابطے کا ریکارڈ طلب کیا جائے جیسا کہ چیف سیکرٹری آفس کی جانب سے جو جواب دیا جا رہا تھا اس پر وہ صاحب قائل ہوتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے اور کہہ رہے تھے اچھا ٹھیک ہے ٹھیک ہے وغیرہ وغیرہ جس پر ہم نے سائل نے اس ادارے میں کام کرنے والے کے سامنے پیش کیا اور اس پر احتجاج کیا۔

(80) یہ کہ مسمی شخص یعنی محمد عاصم ولد یوسف کے بیان کو بنیاد بنا کر من سائل کے خلاف جعلی مقدمہ بنایا گیا جس کا سیل نمبر غالباً 03146104406 ہے اگر اس کے بارے میں معلومات حاصل کی جائیں تو اس کا ٹیلیفونک ریکارڈ چیک کیا جائے

2014-10-15 سے 2014-10-18 کے درمیان کا ٹیلیفونک ریکارڈ چیک کیا جائے تو تمام
اس شخص کی گندی ذہنیت اور کردار اور مزاج کا پتہ چلتا ہے وہیں ایبٹ آباد کے معلم
سے ایبٹ آباد کی نابینا کمیونٹی کے دو دشمن یعنی [illegible] ادریس اور ان لوگوں
[illegible] گروپ میں تقسیم کا پتہ چلتا ہے وہیں خصوصاً ایبٹ آباد [illegible]
سکول والی جنسی زیادتیوں اور مذکورہ سپروائزر ادریس کی جانب سے انہوں
کو نوازنے کی پالیسی پر گامزن ہوتے ہوئے جو انہوں نے اپنے بھانجے سپروائزر شاہنواز
احمد کو کار کی اور چونکہ ادریس ذمہ دار یا ہیں نہیں اور اساتذہ سے زیادہ وہ اپنے
بھانجوں اور بھتیجوں کو زیادہ تنخواہ دیتے تھے اور شاہنواز کو رات کو جو
نابینا طالبات کے ادارے میں سونے کی اجازت دی جس کے نتیجے میں وہاں
[illegible] سے زنا بالجبر کا واقعہ پیش آیا ہے جس ذکر بھی میری تحاریر
میں ملتا ہے اس کا مفصل احوال بھی مذکور ہے۔
(4) [illegible] ایاز نے جو جعلی سند لی اور قرآن مجید میں [illegible]
[illegible] میں مذکور ہے کے خلاف قوانین ہیں لہذا [illegible] پاکستان
کی [illegible] 29 کا بھی اطلاق ہوتا مگر اسے فوری سزا دینے کی بجائے دیگر
دیگر معاملوں کی طرح اس کا احتساب ضروری اور وہ درخواست بھی [illegible] کی جانب
سے ایاز کے خلاف ڈی سی او ایبٹ آباد کو بھیجی گئی اور ڈی سی او کے لیٹر بھی
میری جانب سے پیش کردہ ریکارڈ کا حصہ ہیں چونکہ پروفیسر شمس الرحمن [illegible]
پروفیسر ثاقب محمود [illegible] درخواست [illegible] اور [illegible]
نابینا افراد کو [illegible] ہیں اور ایسا [illegible] ثاقب محمود کا
[illegible] جا سکتا ہے دیگر [illegible] میں (نابینا پروفیسر شمس الرحمن) 0333-5051751
(5) [illegible] 0333-5053752 (3) محمد حسین دانش 0333-9891596 اور میرے اور شمس الرحمن کے [illegible]
کا رابطہ بھی قابل ملاحظہ ہے۔ یہ [illegible] مسائل کو [illegible] کر دیتا ہے
بعد ازاں ان لوگوں نے [illegible] کا اندازہ بھی میری
تحاریر [illegible] گزشتہ میں ملتا ہے

(82) - یہ کہ اسی حوالے سے میں سائل نے چیف کمشنر کو ایک درخواست جو وزیر اعظم کو موصول ہوئی مورخہ 8-9-2013
کو موصول ہونے جس کا ڈائری نمبر 15246 بتایا گیا لیکن جب 7 دن تک رسپانس نہ ہوئی تو میں سائل نے پی ایم سٹیزن
پورٹل جس کا شکایت نمبر 15792 اور 15753 کے ذریعے اس مسئلہ کو اجاگر کیا جو کہ کئی
ناکامی خبر [illegible] 22 روز شکایات چلتی رہی لیکن اور صرف [illegible] ایک بیان تھا لیکن
دفتر ریزیڈنٹ چیف کمشنر نے روانی سے [illegible] کر دیا اور میرے مخالف افسران کے انکوائری
ان کی جھوٹی انکوائری رپورٹ [illegible] کر کے میری شکایات کو جب منسوخ کر دیا
(83) یہ کہ بعد ازاں میں سائل نے KP سٹیزن پورٹل شکایت نمبر 24064 کے ذریعے شکایات کا
ازالہ کروانا چاہا جو کہ ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر ڈی آئی خان کے پاس آئی جس کا [illegible]
تمام دفتر والوں افسران سے بہتر [illegible] لیکن ان سے بھی کچھ [illegible]
[illegible] طرح [illegible] نہیں بلکہ منسٹر وزیر اعظم عمران خان ایک طرف [illegible]
کی بات کرتے ہیں وزیر اعظم کو بھی گمراہ کر رہے ہیں [illegible] اور [illegible]
کمشنر [illegible] ایاز [illegible] میں [illegible] کا [illegible]
حسین محمد حسین [illegible] ڈاکٹر ایاز کے خلاف [illegible]
[illegible] کر دیا اور کہا کہ [illegible] نابینا کا [illegible] لیکن الحمد للہ میں سائل نے
کبھی نابینائی کا [illegible] سائل کو [illegible]
موقف اختیار کرو کہ تم بوجہ نابینائی [illegible] لیکن میں سائل نے [illegible]
[illegible] اور [illegible] کا انتظام [illegible]

اٹھانے کا موقع ملے

جب میں سائل اپنے بیان میں یہ لکھوا رہا تھا کہ مجھے اس بات کی خوشی ہوئی کہ اب عبد الرحمن
[illegible] میرے حوالے سے [illegible] بات [illegible] کہ نابینا کس قسم کم کر سکتا ہے
[illegible] اپنے [illegible] لکھوا رہا ہوں
اور جب مجھے [illegible] بیان [illegible]
[illegible] کا [illegible] لوگ میرے [illegible]
[illegible] کو بھی میرے خلاف [illegible] لگے [illegible]

ماشاء اللہ وہ ایسے ہی ہیں میرے ساتھ ہمیشہ رہا اور جلسے کا ماحول بھی وہ اس بات کو یکسر نظر انداز
اور فراموش کر دیتے ہیں کہ میرا بھی ایک الگ وجود ہے اور میری بھی ایک الگ شخصیت ہے میری اپنی رائے ہے
الگ منفرد سوچ ہے میرے احساسات و جذبات ہیں میری ضروریات و خواہشات ہیں
لیکن یہ ہمیشہ مجھے بس فرض شناسی کرتے ہیں کہ جو وہ چاہیں وہی ہو وہی کریں اور مجھے استعمال کرنے والا
مجھے یہ احساس دیا اور میری زندگی پر برا اثر پڑا ان کی اثرات مرتب ہوئے اور استعمال ہوتا رہا
مجھے یاد کرتا ہوں کہ میں تمہارا محسن ہوں میں نے تمہیں اولاد دی تمہیں اپنا نام دیا گھر دیا
چاہتے ہوں انسان کو اپنے محسن کا غلام بننا چاہیے کہ اپنی بیوی کا بھی جو بینا سوچنے کے باوجود
کمانا بینا ہے شادی کر کے دو بیٹے اتنا بھی جو نابینا امر اور کے بارے میں جب تک آپ نے بات
سمجھا کرتے بھی اور اپنے معاملات سنجیدہ ہے ہیں میں بات کرتی ہوں تمام معاملات بھی ان سے
مخفی رکھتے ہیں اور یہ کہا کرتے تھے کہ کوئی خواہش کرنا بھی زندگی نہ کرے اور کوئی خواہش کرنا
میری گھر کا انتظام بھی سوشل اور غیرہ بھی کہتے کہ یہ لوگ جو کچھ بھی کر رہے ہیں میری ہی اسی کے اور میرے
خاندان کے لیے کر رہے ہیں اور یہ کائنات میرے سب سے بڑا فخر خدا ہے جناب والا انہوں نے
بھی تو کسی نے نوکر یا اس طرح سوچا کیا یہ لوگ ایسے معاملات میں انہیں اس طرح کی اجازت
اجازت دیتے مجھے یاد ہے یہ بات کہتے کہ ہمیں اس بات پر بھی تمہارے معاملات میں
مداخلت کا حق ہے کہ ہم تمہارے سب سے بڑے محسن ہیں ہم چار بہن بھائی ہیں وہ آج وہ بھی
محو کر یا نہیں ملتیں اور ہم دو بیٹے بھی نوکر کی کمائی پر بھی خود اس کا احساس ہے کہ ملا کا خریدار
دو الفقار کا نام رکھا تھا جس کا تیسرا نام میں سائل کا رکھ دیا پھر حال یہ لوگ جو مجھے اس
حال سے تنگ کرتے ہیں خود ان کی حالت یہ ہے کہ الیاس صاحب نے نہیں پڑھا یا لکھا اور ابو اور ان
والدین کو بتا دیں یعنی وہ شناخت کے مقابلے میں اپنے بڑے محسن میں ایک نہایت اچھا جس کا
کہ وہ ہم میں کس طرح محنت کیا کرتے تھے اور ان کے دور میں اور کس طرح انہوں نے اپنا انتقال کی
انتہا رہی دو افسر ان یعنی الیاس صاحب اور فضل محمود صاحب کا نام لیا جاتا تھا اور ان کے دور میں
ادارہ بہتر چل رہا تھا لیکن شناخت کے دور میں اضافی ہیں یہ ہیں میرے والد صاحب
صاحب کے دور کا جو کام شروع کیا تھا اور بطور ملازم شناخت کے بہتر ہیں وہ تھا جس کی وجہ اس
سے وہ الزام لگ جاتا اور میری والدہ پر ظلم یعنی میرے اس محسن اور والدہ کی اس معاملات کی کہانی

پاگلوں جیسا ہو گیا وہ ہم یا دوسرے دل خون کے آنسو رو رہا تھا یہی تو ایمان تھا میرا اور جو اختیار کیا ہوا تھا
لیکن لیکن ان لوگوں نے چونکہ ذاتی طور پر مجھے تنگ اور پریشان کر رکھا تھا جس کی مثال ملنا مشکل
ہے مثلاً مجھے یہی ہے اپنے نظام تعلیم وغیرہ کے حوالے سے جن مجرموں کا سامنا تھا میں نے جا کر ہم
محمد و صیاد دوسروں کے حق میں نہ آ سکیں یہی بات کو سوائے عدالت وکیل سحر شیر صاحب کے
کسی اور وکیل نے نہ سمجھا نہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ آپ کوئی حیرت انگیز طور پر یہ بات کر رہا
ہیں کہ اس پر ساتھی صحیح نہیں بالکل یا حالانکہ جس شخص کی اپنی زندگی میں محمد و صیاد ہو وہ نہیں چاہتا
کہ دوسروں کی زندگی میں محمد و صیاد ہو اور یہی بات میرا ایک سچ ہے جناب اعلیٰ سحر شیر خان جی
کہا کرتا تھا کہ جس کی اپنی زندگی برباد ہو جائے وہ دوسرے نہیں چاہتا کہ ابھی دوسرے کے ساتھ ایسا ہو؟
اور یہ باتیں میرے حال کی عملی تصویر کشی کرتی ہیں۔

(76) - مذکورہ بالا جذبات کے تحت میں نے ان لوگوں کے خلاف قانونی جنگ کا آغاز کیا تھا ہوں
شمشاد بیگم جو کہ ادارہ سے ریٹائر ہو چکی تھی اور جس کو انہیں اس لئے یہ لوگ مس [illegible] کوشش
اکر رہے تھے کیونکہ وہ انہیں ناجائز مراعات دیا کرتی تھی اور اگر ہم سمجھ کر ان کو تمام بار
لگا دیں کفن وغیرہ وغیرہ [illegible] کے خلاف میں نے اپنی طرف سے ایک سوال یعنی پہلی درخواست
2008 میں دی، وہ لوگ جو ایس ایس صاحب کو اپنا محسن نہ جانتے ہوئے خصوصاً سائنس کے
ہر کر سردار محمد لطیف کی بنیاد پر بہت ہوئے اور انہیں تکوا کر 1/7/12 [illegible] سے نکال
دیا، مجھے شمشاد کے حوالے سے مجھے بدنام کرنے لگے اور انتظامیہ امور اور (کاروبار سرکار) میں
مداخلت کرتے ہوئے ان لوگوں نے درخواستیں دینا شروع کر دیں اور جو [illegible]
[illegible] بدنام [illegible]
بیگم کو کسی طرح واپس لایا جائے میں جیسے بدنام [illegible]

(77) ان تمام باتوں کا تفصیلی احوال سیکرٹری سوشل ویلفیئر کے نام میری 2006 کی درخواست میں مشتمل
درخواست دینے کی وجہ سے کے بارے میں وکیل مخالف نے وہی سر سوشل ویلفیئر ایک کمیٹی
کے موقع پر بار بار مذکورہ بدنام کرنا ان کو اپنی اصل کا بیہودہ قول اٹھا لیا کہ اس نے
300 صفحوں کی درخواست لکھی تو مدعی نے کہا کہ کونسا قانون ہے جو مجھے سب [illegible] ان کی
درخواست لکھنے سے منع کرتا ہے اور میں نے دشمنی کے تمام جوابات تو سامنے لانے ہیں [illegible]
اس درخواست کو لکھنا چاہئے تھا [illegible] کے جواب کے طور پر کافی [illegible]

لکھنے کے لیے وسائل کی عدم دستیابی پر مشتمل ۲۰۰ صفحات پر مشتمل چارج شیٹ کے جواب
کی صورت دیکھ کر انکوائری افسر کو دستی طور پر تفصیل کے ساتھ میرے اور دوسرے لوگوں کی باہمی مخالفت
کے اسباب انکوائری کو فوجداری مقدمہ کے حوالے سے کافی انکشافات درج کیے گئے تھے اور
بہت سے صفحات صرف فوجداری مقدمہ کے حوالے سے انکشافات پر مشتمل تھے جن کو تفصیل سے
جاننا وقت اور وسائل کے ضیاع کے سوا کچھ نہیں اور جہاں تک مسائل و انکشافات کا ضمن کروں گا
جو صرف انکوائری افسر کو ریکارڈ کے طور پر ... کروانے کے علاوہ زبانی طور پر ... میں بحث ہوگی
لیکن اسے ریکارڈ کا حصہ نہیں بنایا گیا۔ پھر انکوائری افسر کو ... جھوٹ بول کے
مجھ سے ... چارج شیٹ کا جو جواب لکھ کر دیا جو کہ ... صفحات پر مشتمل تھا
... چارج شیٹ کے جواب میں اپنے ... گئے الزامات کے دفاع میں ایک
لفظ بھی نہیں کہا اور ادھر ادھر کی غیر متعلق باتیں کرتا رہا جو کہ اس کی بدنیتی ...
اور اسے جھوٹا ثابت کرنے کے لیے [illegible] کافی تھا جو کہ ان مسائل ...
مشورہ ... (اظہار وجوہ) نوٹس کے جواب کے ساتھ کورٹ ... کی درخواست کو
... کر کے ... کوئی ... چاہیے تو یہ تھا کہ اس انکوائری افسر کو تبدیل کیا جاتا اور ...
... کا حکم دیا جاتا لیکن ... انکوائری ... سے ... ہوا ... کی ...
مجھ سے ... کو ... سے فارغ کر دیا گو کہ ... اپیل میں ... کا ...
... نظر انداز کر دیا گیا اور ... سروس ... پہلے ... بنایا گیا۔
(8) یہ کہ جب تفتیشی افسر ... پر اعتراض ہوا ... تبدیل ... ناانصافی و ... کا
اہم تقاضا سمجھا جاتا ہے اور متعلقہ کو ... منصفانہ فیصلہ سازی کی کوئی
حیثیت نہیں ہوتی۔ ... وزیر اعظم ... خان صاحب ... اس مقدمہ کا
حوالہ دے چکے ہیں جو ایک ... اور خلیفہ چہارم حضرت علی (رض) نے ...
کا ... حضرت سیدنا امام حسن ابن علی (رض) کی ... کر دی تھی تو
... انصاف کی حکومت ... کو ... کیا گیا ...
وزیر اعظم صاحب اس ... ریاست ... حاکم وقت ایک
شہری سے ... اس ... افسر اور ... سوشل ...

معظم بلاک کی بلیک میلنگ و منسٹر کی آڈیو ویڈیو ریکارڈنگ کی وزیراعظم اور ان
کے ماتحت حکام کو جو ہراساں کیا گیا جن کے خلاف کوئی ایکشن نہ لیا گیا بلکہ جب
مجاہدین کو صرف پریشر میں رکھنے کی کوشش کی گیا جب وزیراعظم میرے علم کو روزانہ مجھ سے مقدمہ
ہارنے کے لیے تیار رہتے ہیں کیا یہ طاقت و اختیارات کا غلط استعمال ہونا چاہیے
نہیں کیا اور جیسے ہی وزیراعظم پر یہ الزامات ثابت ہو جائیں تو کیا اسلامی
آئین اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آرٹیکل 62 اور 63 کا اطلاق نہیں ہوتا!
(نوٹ) میری سپریم کورٹ آف پاکستان سے یہ اپیل ہو گی کہ آپ
دیگر معاملات کا تو (از خود نوٹس) لیتے رہتے ہیں کیا مجھ سائل غریب کی
بھی کوئی داد رسی کی جائے گی جو عمران خان کی طرح مشہور نہیں ہے
عدلیہ سے بھی شکایت ایسی ہے کہ ایک طرف تو بہت چھوٹے چھوٹے معاملات کا نوٹس
لے لیا جاتا ہے اور سابق چیف جسٹس جناب جسٹس [illegible] نے مصروفیت کے
ساتھ عدلیہ کو سیاسی ادارہ بنا دیا ہے سابق چیف جسٹس ثاقب نثار تو از خود
نوٹس لے کر سیاسی [illegible] کرنے بھی چلے جایا کرتے تھے کیا عدلیہ اس بات کا
بھی از خود نوٹس لے گی کہ ملک میں آئین کو موجودہ طرح نافذ اور اس پر عمل درآمد
نہیں کیا جا رہا اگر اس بات کا نوٹس لے لیا جائے اور یہ مسئلہ حل
کر دیا جائے تو شاید ہمارا مسئلہ حل ہو جائے بد قسمتی سے صرف فوج کا حکم مانا جاتا ہے
لیے ہی یہ بات کہی جا رہی ہے کہ وہ مصلحتاً دستور کے بعض حصوں کو معطل کر دیتے
ہیں حالانکہ اس کے سب سے زیادہ مرتکب خود [illegible] ان میں جن کا کوئی
حد ہی نہیں ہوتا اور صرف حلف ہوتا ہے جنرل کو آرٹیکل بھی [illegible] آرٹیکل کی
طرح پاکستان کے بھی [illegible] کے مقدس و محترم ہیں اور ان کے خلاف کوئی
بات سے خلاف بات کرنا سنگین جرم ہے اور وطن عزیز کے اسلامی آئین
کے خلاف ایک سازش ہے
وزیراعظم عمران خان خود منہ کو ہٹا ڈالا آرٹیکل 6 کے حوالے سے بیان دیا کرتا تھا
اور کہا کرتا تھا کہ ان آرٹیکل کو تو خود منہ سے [illegible]

لیجی اشرار اپنے سیاسی مخالفین کے خلاف انہیں بطور ہتھیار استعمال کرتے ہوا جن کی
خلاف ورزی کا سب سے بڑا فرق [illegible] خود ہے

(86) منہاج القرآن شہزاد کے خلاف درخواست دے کر خاموش ہو گیا تھا اور آج تک اپنے
ادارہ کی بہتری کے لیے عجیب کوششیں [illegible] نے [illegible] کہا
کہ آپ لوگ [illegible] کہ شہزاد [illegible] کمیونٹی (خاندان) کے لیے [illegible]
ادارہ [illegible] کیوں [illegible] ہو رہا ہے جس سے منہاج القرآن کو [illegible]

(87) یہ کہ منہاج القرآن [illegible] شیخ الاسلام [illegible] 1991 [illegible] جس کے سامنے مجھ
منہاج القرآن کے خلاف [illegible] کیا گیا [illegible] منہاج القرآن کی
تعلیمی قابلیت [illegible] منہاج القرآن کو 2012 میں مجبور
کے [illegible] کا حکم دیا [illegible]
آج [illegible] ان باتوں کا انکار کرتا ہے جس کا [illegible]
[illegible] 1969 سے اخبار [illegible] انکار کرتا [illegible]
[illegible] منہاج القرآن کو [illegible]
بطور ثبوت [illegible] اپنے کاغذات کے ساتھ [illegible] کی
بہتری کے لیے بہت کوششیں کی گئی تھیں

(88) یہ کہ دوران ملازمت 2002ء میں منہاج القرآن نے جاپانی (جاپانی ایجنسی) جس نے
2002 کی قومی پالیسی [illegible] کے نتیجے میں [illegible]
نیشنل پلیٹ فارم (Plan) [illegible] الیکشن 2005 [illegible] کے نتیجے میں حکومت
پاکستان میں درخواست [illegible] کے [illegible]
لیڈر شپ ٹریننگ حاصل کی اور [illegible] ایک سماجی
گروپ [illegible] کی بنیاد رکھی جس کے تحت ہم منہاج القرآن اپنے اور اپنی
کمیونٹی کے حقوق کے لیے اٹھ کھڑا ہوا

(89) یہ کہ درخواست دہندہ منہاج القرآن کی ایک شخصیت [illegible]
سکنہ محلہ نظامی [illegible] موبائل نمبر 0319-93701[illegible]

ناکام بنا دو جس کی شہر میں آگ لگی جس سے میں سائل اور نمبر بھی جھوٹی کی بنا پر کی دارا
کی گرفتاری ہوا تاکہ اوپر سے تنظیم معاملات اور بچوں کے امتحانی پرچہ جات کی تیاری
جیسے معاملات سر انجام دینے کی گفتگو کرتا ہے یہ شخص بھی ان لوگوں کے رنگ میں رنگتا چلا
گیا بعد ان لوگوں کے حق میں مجھ پر شک یہ دباؤ ڈالنے لگا۔ اس کے اوپر
سیل نمبر کا ریکارڈ بھی قابل ملاحظہ ہے جس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اس نے
کس طرح مجھ پر دباؤ ڈال کر اور کہا کہ ہم یا ہاتھ لگا کر مجھے گاڑی چوری کا تذکرہ کی
کے حوالے سے کس طرح پر وقت پولیس کو بیان دینے سے روکا جو کہ مذکورہ
نمبر والے مسائل کی بابت سے متعلق سپلیمنٹری معاملات کے ضمن میں یہ
باتیں میں نے عدالت کے نوٹس میں بھی لائیں جنہیں چند ان اہمیت نہ دی گئی
تو ہم تو یہ بھی کہ سیشن کورٹ میں مذکورہ بیان کی روشنی میں میرا کیس
سائل کو گاڑی والا کیس کے ساتھ چلائے گی مگر بے سود رہے تو اب ان
معاملات کی کچھ خبر ہی نہیں جیسا کہ ہم معاملے سے مجھے دور رکھا جاتا تھا اور نیز کہ
معاملہ کے لوگ سب آپس میں ملے ہوئے ہیں لہٰذا گاڑی والا کیس میں کچھ
خاص پیش رفت نہیں ہو رہی جس کی نگرانی کے حوالہ سے خصوصاً میں اعلیٰ
عدالتوں سے توجہ حاصل کرنا ہوں

یہ کہ ایل خان نے بھی میں سائل سے کہا کہ ہم پہلے ہی تمہاری وجہ سے اتنی مشکلات
کا شکار ہیں اور ہم مقدمات میں الجھے ہوئے ہیں ہمارا پیچھا کوئی نئی مصیبت کھڑی نہ کرنا
اور پولیس کے سابقہ رویہ کے باعث بھی مجھے پولیس کی نیت پر شبہ تھا یہی وجہ
تھی میں پولیس کو گاڑی کی گمشدگی کا بیان ریکارڈ نہ کروا پایا۔

([illegible]) یہ کہ شمشاد بیگم جتنی بھی کہ پہلے تھی اور جتنا اس نے اس کے دوسرے انتقام
تھا اگر اس کے حوالے سے کم از کم گاڑی تو گیٹ کے اندر تھی اگرچہ ساتھ
عمارت میں سکنا [illegible] پنجاب بینک [illegible] ہسپتال [illegible] بازار ایبٹ آباد
کی عمارت بہت چھوٹی تھی اور پیچھے کے حصے کا صرف ان بھی گاڑی کھڑی کرنے کی وجہ سے
تنگ پڑ جاتا تھا لیکن گاڑی محفوظ تھی جس کی حفاظت کے لیے [illegible]

کے اعتبار سے ناکام رہے۔

(92) یہ کہ بچوں کی امتحانی پرچہ جات اور دیگر شعبوں کی کے لیے میرا سائنس اور [illegible]
Ptcl [illegible] 930116 CP [illegible] کا [illegible] اپیل نمبر [illegible] ہے۔

(93) یہ کہ منظور وجوہ کی بنا پر امتحانی پرچہ جات کے بعد خصوصاً [illegible]
[illegible] ہو گئی اور 2012ء میں ان لوگوں نے میرے [illegible] درخواست دی [illegible]
جس کا میں نے [illegible] جواب دیا اور میری [illegible] چار سال بعد انہوں نے پہلی [illegible]
میری 22 درخواستیں [illegible] کہ میں کر [illegible] نہیں آتا جس میں [illegible]
اور اس [illegible] اور [illegible] معاملے کو [illegible]
جبکہ [illegible] معاملات [illegible] آگے [illegible] میری طرف [illegible] کی طور پر ان لوگوں
کے قائد [illegible] سے [illegible] روپیہ [illegible] العلیم [illegible]
سامنے آئے [illegible] غفلت [illegible] کی گئی اور بعد ازاں اسی شخص کو میرا نام [illegible]
[illegible] کیا [illegible] کہ [illegible] اور
میں سائل کے پاس کوئی ثبوت نہیں حالانکہ درخواست منظور کی فائل [illegible]
[illegible] ثبوت موجود ہیں اور [illegible] درخواست میں سائل نے [illegible]
اور [illegible] کو [illegible] دیگر ریکارڈ کے [illegible] درخواست بالا کا جواب [illegible]
تھا اور جب منظور کو ان سے پوچھا گیا کہ آپ کے خلاف میں سائل کی [illegible]
سے کیا ثبوت ہے اور آپ نے کب اس کے خلاف درخواست دی [illegible]
قسم کی درخواست دینے سے صاف صاف جھوٹ بول کر انکار کر دیا۔

(94) یہ کہ جن لوگوں کے خلاف جھوٹی گواہی [illegible] 1996 [illegible] کے تحت [illegible]
تحت بھی [illegible] جانے کا کیس [illegible] ان پر [illegible] انہیں ریٹائر کیا جا رہا ہے
حالانکہ میں سائل نے قبل از [illegible] ریٹائرمنٹ [illegible]
ان کے خلاف [illegible] کے لیے مختلف [illegible] درخواستیں [illegible]
میں [illegible] اگر ایسا ہو جاتا اور [illegible]
سے یہ لوگ معطل ہو جاتے اور سزا [illegible] سرکاری [illegible]

[illegible]

کیلئے بھی خود بخود نا قابل برداشت ہو چلے تھے تو انہوں نے سیاسی جدوجہد اور پٹیشنز کی صورت میں
حکومت کو جو اقدامات اٹھانے ہوتے تھے اور نقصانات اٹھانے پڑے [illegible] اس بات کا غماز ہے کہ
(95) 2013ء میں جب پی ٹی آئی کی حکومت خیبر پختونخوا میں قائم ہوئی تو
میں نے ان کو انصاف کی امید پیدا ہوئی اور اپنی جدوجہد جاری رکھی سے متاثر کرکے اور
اپنی تنظیم رجسٹریشن سمیت دیگر حقوق کے لیے اور ان لوگوں کی جو کہ کمزور
ملتی اس کے خلاف درخواست دے ڈالتا لیکن مجھے کوئی کہتے تھے جس عمران خان کے
ہم آپکے پیچھے ہیں (F99) اس سے پہلے اسی کی حکومت آپ کو جیل بھجوائے گی اور ایسا
ہی ہوا۔

(96) یہ کہ میں مسائل کی پرچار ملک دشمن (Inflammation) بیانات (calls) کئے اور ایسے جن کے جواب
میں میں مسائل اپنے اقدامات پیش کرنے کے بعد کہتا تھا کہ (121) تھے جس سے دیگر
اقوام متحدہ میں بھی بات کرتا اور پوچھتا کہ کیا قانون صرف میرے لیے ہی
ہے اور اس کی شقوں پر عمل درآمد بالا کو اور اس کی حد کیا ہے جس صورتحال سے متاثر
خصوصاً صاحبزادہ شمس الرحمٰن کو بڑی پریشانی تھی۔

(97) یہ کہ مذکورہ بالا صورتحال سے وقتاً فوقتاً صاحبزادہ شمس الرحمٰن اور
ریاست الحق ثانی کی فراہم کردہ رپورٹ جس کا ذکر کیا ہوا تھا جو کہ آپس میں گہرے
دوست تھے جب بھی یہ سب لوگ ایک دوسرے کو ملے [illegible] 1927 میں [illegible]
گہرے دوست تھے اسی طرح چنانچہ جب میں اور ریاست الحق ثانی سے ملے
جامع الامان تھا اور میں اور شاہ نواز کو بطور [illegible] 12/12 الامان میں
ختم جلدی ہو گئی تو اسی کے ریاست الحق سے اندر ہو گئی جس سے صاحبزادہ
شمس الرحمٰن اسی کا [illegible] اسی کے خلاف [illegible]
[illegible] اسی کے احسان مند تھے اور پھر ریاست الحق ثانی نے [illegible]
[illegible] کی [illegible] دی۔

مجھے شاہ نواز نے کہا کہ میں اور بعد ازاں منیر صاحب سے اپنے [illegible]
[illegible] کہ جس میں نے مجھے زبانی طور پر [illegible] کی تاریخ بتا دی

جس پر میں تیاری کے ساتھ آ گیا تو پھر ان لوگوں نے میری اچانک انکوائری کر ڈالی جس کے لیے مجھے کوئی چارج شیٹ (الزام نامہ) جاری کیے بغیر اظہار وجوہ دیا گیا انکوائری کی نوٹس لیٹر جاری ہوا جبکہ 2006ء میں جب اس شخص کو دوبارہ انکوائری افسر مقرر کیا گیا تو اس کی تحریری خبر دی گئی کہ میرے خلاف ملزم پر سخت سے سخت کارروائی کرتے ہوئے مجھ کو لیٹر تو جاری کیے گئے لیکن میں نے 13 دن میں اور اس کے بعد کئی درخواستوں کے باوجود اس شخص نے مجھ پر جانبداری سے [illegible] مگر میری نہ سنی گئی اور بالآخر میرا ٹرانسفر کر دیا گیا۔

(98) یہ کہ بعد ازاں میں اس وقت جب PAB کا نیا [illegible] جب بھی میں سائل کا تبادلہ کیا گیا پشاور میں تبادلہ کیا گیا جس کی تفصیل [illegible] کا ایک دوسرے صاحب ہیں اور پشاور کی تنخواہ بھی نہ دی گئی اور بڑی مشکل سے جب میں سائل واپس اپنا تبادلہ ایبٹ آباد کر کے آیا اور 2 دو مہینے یہاں ڈیوٹی کی جس کی بھی تنخواہ نہ ملی اور دوسرے ابتداء میں سائل پر مزید [illegible] والا مقدمہ بنا دیا گیا جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(99) یہ کہ ایک طرف تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ میں سائل نے غلط الزام دیا اور بد اخلاقی کے باعث کوئی بھی میرا دوست نہیں جبکہ دوسری طرف یہ بھی کہتے ہیں کہ کلیم ولد دوست محمد ساکن [illegible] میرا سائل کا انتہائی قریبی دوست تھا جس سے میں سائل نے [illegible] کے مقول زبیر حافظ حبیب کے ساتھ اطلاع کے [illegible] الرشید صاحب اور عبد العزیز اور [illegible] معاملہ کو کر دی [illegible] ان کو اشتہاری [illegible] میں سائل پر دباؤ [illegible] اچانک گھنٹی بجنے [illegible] نکالا تو اس نے میں سائل کو پانی کے کولر کے پاس موجود پا کر اپنے موبائل سے فلم بنانی شروع کی اور میں سائل کو زیر حراست ہوتے دکھا لیا جبکہ نہ تو کوئی ایسی ویڈیو ریکارڈ پیش ہوئی اور نہ یہ وہ نام نہاد ویڈیو سی ڈی کسی کو بھی بتائی گئی تھی۔

اور جیسا کہ ادارہ میں سی سی ٹی وی کیمرہ کا وجود مذکورہ بالا فیصلوں کو دور کرنے
کے لیے نہایت ضروری ہے اور عبد الرشید صاحب کا یہ کہنا تھا کہ انہوں نے پولیس کو
ابتدا کوئی بیان نہیں دیا بلکہ جب جن مذکورہ واقعہ پیش آیا تو من سائل
کی گرفتاری کے بعد جب تفتیشی نے ادارہ میں پہنچ کر عبد الرشید صاحب
سے ان کے بیانات قلم بند کیے اس دن وہ چھٹی پر تھے اور ان کے بھائی [illegible] 16/12
اعتراف [illegible] صاحبزادہ شمس الرحمن نے بھی کہا 19/12 [illegible]
تفتیشی رپے اسے آئی او صاحب نے مجھے کہا۔ مطلب یہ کہ جعلی بیانات کی
بنیاد پر من سائل کو مقدمہ میں پھنسایا گیا اور عبد الرشید صاحب جو کہ مذکورہ ادارہ
صاحبزادہ شمس الرحمن کے زیر اثر [illegible] اپنی ملازمت کا حصہ ہیں
[illegible] انہوں نے مجھ سے بیان دیا لیکن [illegible] کہ یہ سنی سنائی
بات ہے۔

(120) یہ کہ اگر من سائل اگر مذکورہ گواہوں کے خود خریدنے پر قادر تھا تو کلام [illegible] کہنے کی ضرورت کیوں
پیش آئی۔

(121) یہ کہ جب تفتیشی سے گواہان خریدنے کے بابت سوال ہوا تو اس نے کہا کہ مجھے اس کی جرأت
نہیں ملی کہ جرأت ملتی تو اس کا بابت پوچھتا کہ...... سوال یہ ہے کہ اگر اسے جرأت کی
ضرورت تھی تو اس نے عدالت سے جرأت کیوں نہ مانگی جبکہ مذکورہ تمام گواہان انکوائری افسر [illegible]
یہ بیان کرتا ہے کہ اس کا (من سائل) تین 3 دن کا ریمانڈ ہوا جس میں من سائل نے پولیس کے سامنے
اعتراف جرم کیا۔ سوال یہ ہے کہ اگر میرا ریمانڈ ہوا تو میرا طبی معائنہ کیوں نہ کروایا گیا؟
جبکہ من سائل بار بار پولیس سے یہ مطالبہ بھی کرتا رہا کہ تفتیش کی طرف سے مجھے قبل از گرفتاری
شدید جسمانی تشدد کا نشانہ بنایا گیا ہے جس کی تصدیق [illegible] صاحب کے بیان سے ہو جاتی ہے۔
مگر میرے شدید اصرار کے باوجود میرا طبی معائنہ (میڈیکل) نہیں کروایا گیا۔

(122) یہ کہ مذکورہ تمام [illegible] ایف آئی آر میں [illegible] ایبٹ آباد کی جانب سے
[illegible] ایبٹ آباد کو مخاطب کیا گیا تھا اور
جن لوگوں [illegible]

کے بھی درخواست پر دستخط لیے تھے جس کا بیان ملاحظہ کے لیے [illegible] کا بیان ہوا [illegible] سپرنٹنڈنٹ

کو جیل میں سے ایسی [illegible] کو جاری کی [illegible] (covering letter) میں کے ساتھ کو لف کر دیا گیا۔

بلکہ درخواست لکھوانے کے بعد ازاں جیل سپرنٹنڈنٹ کے دستخط اس پر کروائے گئے۔ یہ بات بھی

تحقیق طلب ہے کہ وہ درخواست کس نے لکھی [illegible] آکر [illegible] مقدمہ چلایا گیا

(203) یہ کہ یہ بات بھی تسلیم شدہ ہے کہ جیل کے حساب [illegible] کو [illegible] 72 گھنٹوں

میں بھیجنے کی پابندی تھی مگر پانی ایک مہینہ دن بعد بھیجا گیا اور چھ ماہ بعد [illegible] پیش

عدالت کی گئی جس میں [illegible] کا نام [illegible] انکار کے نتیجہ

میں البتہ فاسفائن (Phosphine) نامی دوا کے مشتبہ ہونے کا کہا گیا جس کے بارے

میں وکیل ناصر [illegible] کا کہنا تھا کہ [illegible] اور [illegible]

انہوں نے تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ [illegible] 1970 [illegible] استعمال [illegible]

جس کا اثر صرف بند جگہ میں ہوتا ہے اور اس کو کھولنے سے [illegible] گیس [illegible]

ہے اور پانی میں تو ویسے ہی اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ پانی کے قابل استعمال [illegible]

ناصر [illegible] کے [illegible] کا بیان [illegible]

(204) یہ کہ خالد محمود [illegible] صاحب [illegible] 1990 [illegible] کو [illegible]

اس [illegible] کو [illegible] ان کا بیان [illegible] کہ [illegible]

[illegible] اس طرح [illegible] حالت میں [illegible] گیا [illegible] کو [illegible]

[illegible] کو [illegible] آ [illegible] نام [illegible] کو [illegible] نالاں [illegible]

کو [illegible] یہ بھی [illegible] معلوم نہیں کہ [illegible] اور [illegible] درخواست [illegible]

[illegible] کہ [illegible] اس [illegible] اور [illegible]

[illegible] کو [illegible] کیا [illegible]

(205) یہ کہ [illegible] کی [illegible] کیونکہ [illegible] سامنے [illegible]

آ [illegible] ہم نے [illegible] لیکن [illegible] مجلس [illegible] کو [illegible]

کچھ نے [illegible] مجھے [illegible] ناکافی [illegible] کا [illegible]

[illegible] دیا مگر [illegible] کا حکم [illegible] اس سے

بھی یہ لوگ بھاگ رہے ہیں۔
(106) یہ کہ جیسا کہ موقوعہ کے وقت کا کوئی ذکر نہ کیا گیا لیکن صاحبزادہ شمس الرحمٰن کے مطابق یہ واقعہ
ورکنگ آورز (working hours) یعنی (کام کے دوران) جو کہ 8 سے 1 بجے کے درمیان کا وقت پیش آیا
جبکہ ایف آئی آر 4 بجے کے بعد ہوئی جبکہ پولیس کے مطابق گرفتاری کے لیے بوقت 7 بجے تفتیشی
موقعہ پر آتا ہے تو وہ کہہ رہا ہے کہ صرف چھ فائر کے خول پانی سے برآمد کیے۔
سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک پیکٹ میں کتنی گولیاں ہوتی ہیں؟ وکیل نامزد ملزم کے بقول انہوں
نے خود بازار سے تحقیق کی غرض سے [illegible] گولیاں خریدیں جو پچیس روپیہ سے 25 گولیوں کا
ایک پیکٹ ملا تو ان گولیوں کو چھ سے ضرب دیا جائے تو [illegible] پانی سے جو گولیاں نکالی گئی ہیں
اور دوسری بات یہ کہ جتنا میں نے کہا کہ گولیاں [illegible] پانی میں [illegible] نہیں ہوتیں اور اگر [illegible] ہوتا
زیادہ وقت گزرنے پر [illegible] تفتیشی نے [illegible] برآمد کیے ہیں؟ جس سے
ظاہر ہوتا ہے کہ اگر یہ بات درست ہے تو [illegible] تفتیشی کی آمد سے پہلے [illegible] گولیاں
[illegible] ہوں گی جو کہ بقول [illegible] ملزم [illegible] گولیاں [illegible] آسانی [illegible]
(107) یہ کہ ملزم [illegible] شناخت نامہ [illegible] الرشید صاحب کے ذریعے سے خبر ہوئی اور [illegible] کے حوالے سے
تفصیلات [illegible] جیب سے موبائل نکال [illegible] ایک
پیکٹ نکالا سوال یہ ہے کہ اگر گولیوں [illegible] تو [illegible] برآمد ہونا
چاہیے تھا تو وہ شناخت نامہ [illegible] پیکٹ نکالنے کا کیا مقصد تھا۔
اگر [illegible] پانی سے گولیاں نکال کر پیکٹ میں [illegible] گولیاں [illegible] برآمد کی
اور ملزم [illegible] ایف ایس ایل (FSL) [illegible] نہیں ہے [illegible] برآمد نہیں
[illegible] بقول پولیس [illegible] برآمد [illegible]
ضرورت نہیں ہوا) [illegible] گولیاں [illegible] اور [illegible] خلاف [illegible]
(108) یہ کہ شناخت نامہ [illegible] پولیس [illegible] کے مطابق پانی تھا گویا [illegible]
[illegible] (lane) [illegible]
[illegible]
[illegible] محمد علی نعمان [illegible]

وقت موجود ہے جو دیکھا اور اس نے مجھے یہ کام کرتے ہوئے دیکھا

(109) یہ کہ تمام سوالات میں نے پوچھے تو اسے یہ معلوم ہے کہ اس نے خود کو کتنا کام سپرد کیا اور کلام بالکل [illegible]
نہیں بلکہ بالکل [illegible] درست ہے لیکن یہ توقع کوئی شکل معلوم ہے اور نہ ہی اس کو [illegible] اور وہ یہ بھی کہتا ہے کہ
اگر میں چاہتا تو اسے یہ کام کرنے سے روک سکتا تھا لیکن میں نے جانا ہو تو کوئی بات نہیں ہوا اور جیسا کہ کچھ لوگوں کے
بقول کو لکھ کر [illegible] کوئی سوال کرو وہ بات کی سمجھ آگئی لہٰذا یہ لوگ یہ [illegible]
مشین نہیں کر سکتے کے لئے وقت میں مسائل کو تاثر پر موجود کی بنا پر بلکہ وہ نے کیلئے ایسا کیا اور
کوئی نقصان نہیں ہونے دیا بلکہ ایسے ایسے اعتراض کرتے رہے جس میں یہ لوگ گرفتار رہے جن کی

سزا کیلئے اب آپ سے [illegible] استدعا ہے۔

(110) یہ کہ ملاحظہ ادہ شمس الرحمٰن نے خود (مترادف) کہا کہ کسی کی بال شئی پہننا تو درگزر (12) گنا
جو کہ ادارہ ہی ہے کہ یہ کوئی موجود ہی نہیں ہوئے۔ ظاہر ہے کہ بال شئی نہیں لی جاتی تو ہم اس

طرح کے واقعات پیش آتے ہیں۔

(111) یہ کہ چونکہ ادارے کے جو ہیں گزارش کرتا ہوں موجود ہونے والی بات کو بالکل جھوٹ ہے کہ بار بار
کے موقعہ پر اس سے ہی [illegible] کا ایمان کوئی احتجاج یا استعفیٰ نہیں ہوتا ہم جو کہ ادارہ موجود ہے
کہ تو اس کی ضرورت پیش آگئی۔ جناب والا الفیصل [illegible] جو کہ 18 اپریل
کے رقبہ پر مشتمل ہے یہاں سے چونکہ ادارہ کی ضرورت ہر ایک پر [illegible] کی
طرح مستعد ہوتی ہے جب صرف رستہ چھوڑا جاتا ہے تو جہاں تک ادارہ پہنچ سکے
وہ سب کچھ میری رہنمائی کرتے ہیں اور ان میں یہ بھی معلوم ہوتا ہے اور یاد رہتا ہے کہ
میری کسی وقت کس چیز سے کہاں ٹکر ہوئی اور گاڑی یا کسی اور چیز سے [illegible]

(112) یہ کہ جب جناب تو وہ جو کہ ادارہ نے مجھے گھیرے میں لے لیا تو میں نے کہا کہ مجھے خوشی ہوئی کاش کہ ایسا نظم و ضبط
ہمارے ریسرچ کے ادارے میں کبھی پیدا ہو سکتا بعد ازاں اپنے موبائل سے [illegible] صاحب کو اور
جنرل سیکرٹری [illegible] ایسوسی ایشن آف [illegible] پیش کی انجمن مرادآباد کا پیغام دیا اور
جناب غلام مصطفیٰ صاحب کو بلا کر کے اس کے بعد بھی اندر داخل ہو گیا۔

(113) یہ کہ انجمن میں سائل جب موجود ہے اور وہی انکشافات کرتا ہے مگر ایک تو وہ سائل کی کمی ہے اور پھر
دوسرے کہ کچھ لکھے ہوئے لوگ رہنمائی کی ہم بھی ہو چکا ہیں میں سائل نے مزید [illegible] اور

... رہے کہ [illegible] میں جرائم پیشہ [illegible] میں سے ہوں ... یا بذریعہ مقامی پولیس سول [illegible]
... [illegible] کے ... پاس [illegible] سے جو میرے پاس ہے درخواست
... فیصل آباد میں [illegible] کو طلب کیا جائے ...
... میرے خسر [illegible] سوچا شروع کر گئے۔

(114) یہ کہ جب میں نے ان سے یہ پوچھا جاتا ہے کہ میں ... کہ آپ لوگوں نے کیا ... کہ یہ گمراہ کن ... کیا یہ صحیح ہے؟
... ملزمان اٹھا کر لے آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کیا اتنے زیادہ لوگ غلط ہیں اور ... اکیلا صحیح ہے
... تجمل حسین ... سے ... میں ان لوگوں سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا میرے ... کو ... الایا ... ہے
... ایک ناقابل تردید بات آپ کو غلط ثابت کرنے کیلئے کافی ہے ... اس ... ہو ... میرا ...!
... معاملات کو بھی [illegible] ... اٹھا لئے ہیں اور ... ذرائع ... میں بے جا دخل اندازی
کرتے ہیں اور جس طرح میری مرضی اور پسند کے خلاف زبردستی شادی کی ہوئی اور ... جو!
جرائم پیشہ ہوں جو مجھے کوئی بھی نقصان پہنچا سکتے ہیں ... میری ... ان ... لوگوں کے خلاف
لہذا استدعا ہے کہ آپ سے ... بنائی گئی ...
یہ میرا مختصر بیان ... ۲۹ ... کا ہے ... درخواست
طالب ہوں میری ... کی جائیں اور ... جائیں اور میری ...
منظور و مقبول فرما کر ... ممنون و مشکور ... فرمایا جائے
جناب کی ... نوازش ہو گی۔

07-05-2020

العارض

محمد سجاد ولد محمد ریاض ... قوم ... ساکن ... ایبٹ آباد

1314-2598133-9

نقول برائے اطلاع: (1) ڈی سی ایبٹ آباد (2) ڈی آئی جی ہزارہ (3) ڈسٹرکٹ ایبٹ آباد
(4) صوبائی ... داخلہ حکومت خیبر پختونخوا پشاور ... پشاور
(5) آئی جی پولیس خیبر پختونخوا پشاور (6) ... کمیشن ایبٹ آباد
(7) سیکرٹری سوشل ویلفیئر حکومت خیبر پختونخوا پشاور (8) ... خیبر پختونخوا پشاور
(9) ... ایبٹ آباد (10) چیف سیکرٹری خیبر پختونخوا پشاور
(11) ... خیبر پختونخوا پشاور (12) وزیر اعلیٰ خیبر پختونخوا پشاور
(13) وزیر داخلہ حکومت خیبر پختونخوا پشاور (14) ... اسلام آباد
(15) گورنر خیبر پختونخوا پشاور (16) خاتون اول بیگم بشریٰ عمران صاحبہ اسلام آباد

(13) صوبائی محتسب خیبر پختونخوا، پشاور۔ (14) چیئرمین نیب حکومت پاکستان، اسلام آباد

(15) وزیر اعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان اسلام آباد (16) سپیکر قومی اسمبلی حکومت پاکستان اسلام آباد

(17) وفاقی سیکرٹری داخلہ حکومت پاکستان اسلام آباد (18) چیئرمین سینیٹ حکومت پاکستان اسلام آباد

(19) معاون خصوصی وزیر اعظم پاکستان جناب تابش گوہر صاحب (20) صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان اسلام آباد

(21) عدالت جناب ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج ایبٹ آباد (22) عدالت جناب پشاور ہائیکورٹ پشاور

(23) عدالت جناب سپریم کورٹ آف پاکستان، اسلام آباد — (25) ڈپٹی کمشنر ایبٹ آباد

(24) ناظم اعلیٰ ضلع ایبٹ آباد — (26) کمشنر ہزارہ ڈویژن ایبٹ آباد

نوٹ: ڈاکخانہ والوں کو ڈاک بھیجنے کی صورت میں ہدایت کی جائے کہ وہ غیر ذمہ دارانہ طور پر ضائع نہ کیا جائے۔ ڈاک کسی کے بھی حوالے نہ کیا کریں جو آج تک مجھے موصول نہیں ہوئی اور کبھی یہ لوگ میرے بھائی کو ڈاک دیکر ... میں جو ڈاکیا ان کے ... کسی بنک میں کام کرتا ہے جس سے آجکل میری تکرار ہے۔ ڈاکیا گھر گھر جا کر ڈاک تقسیم نہیں کرتا۔ شکریہ

نور الامین ولد محمد سید ... محلہ ... آباد جھنگی سیداں ایبٹ آباد

بخدمت جناب D.O چارسدہ انکوائری آفیسر / محکمہ سماجی بہبود و خصوصی تعلیم
حکومت خیبر پختونخواہ، ضلع چارسدہ

عنوان درخواست: جواب چارج شیٹ

جناب والی!

بحوالہ لیٹر نمبر: E-16/378/Vol-II/DSW/402-03

چونکہ بہ تعمیل عدالتی حکم بعد از منظوری اپیل من سائل، من جانب سروس ٹربیونل خیبر پختونخواہ، بنچ کورٹ ایبٹ آباد سروس اپیل نمبر 219/2017 "عنوان محمد سجاد بنام حکومت" من سائل کو بحال کر کے چارج شیٹ برائے انکوائری من جانب ڈائریکٹریٹ آف سوشل ویلفیئر سپیشل ایجوکیشن اینڈ ویمن ایمپاورمنٹ K.P.K پشاور مورخہ 13-07-2020 کو دفتر ہذا سے جاری ہوئی جو کہ من سائل کو مورخہ 15-07-20 کو بوقت شام چھ بجے بذریعہ برادرم محمد اعجاز از ڈاکخانہ چونکہ سوالات موصول ہو کر جواب حسب ذیل ہے۔

1- جیسا کہ من سائل پر بے بنیاد اور جھوٹا الزام گھڑا گیا ہے کہ من سائل نے نعوذ باللہ ادارہ گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ فار دی بلائنڈ ایبٹ آباد جہاں من سائل بطور کین ورکر BPS-6 ملازم تھا، وہاں کے واٹر کولر میں مجرمانہ طور پر زہر ملا کر سٹاف اور معصوم طلباء کو ہلاک کرنے کی (ناکام) کوشش کی جو کہ سراسر جھوٹ اور میرے خلاف غلط پروپیگنڈہ کا نتیجہ ہے۔

جناب والی! من سائل ادارہ کا ملازم ہی نہیں بلکہ سابق طالب علم بھی ہوں اور یہ ادارہ میرا وہ عظیم محسن ہے جو نہ صرف میرے روزگار کا ذریعہ ہے بلکہ اس نے مجھے پڑھا لکھا کر اس قابل بنایا کہ آج میں اس مقام پر پہنچا اور آج جناب سے مخاطب ہوں جس نے مجھے تعلیم و تدریس کا حسن سکھایا اور بات کرنے کا طریقہ سکھلایا جو یہ وہ ہنر مجھے الحمد اللہ کی اعلیٰ پائے کی بینا شخصیات سے بھی ممتاز کرتا ہے جس کا اعتراف فریق مخالف نے کرتے ہوئے یہ تجویز دی کہ من سائل چونکہ اچھا بولنے والا ہوں لہذا میرے مقابلے میں محکمہ کی جانب سے کوئی اچھا نمائندہ / ترجمان بھی مقرر کیا جائے

شکریہ کہ اپنی کسی کمزوری اور میری کسی خوبی کا تو اعتراف کیا گیا مگر منفی انداز

ہیں۔ کاش میری صلاحیتوں کو مثبت انداز میں جانچا اور پرکھنے کا موقع دیا جاتا اور ہماری جو صلاحیتیں اور وقت آپس کی لڑائی میں ضائع ہو رہا ہے کسی عمدہ تعمیری مفید دیرپا، مثبت اور اعلیٰ مقاصد کیلئے صرف ہوتے۔

بہرحال خراب حالی ان مسائل ایک سماجی کا دل بھی ہلتوں اور اپنے اس عظیم محسن ادارہ کو تباہ ہوتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا جس سے ہماری زندگیاں عبارت ہیں اور ہمارا مستقبل وابستہ ہے۔ من سائل نے بطور طالب علم اپنے کیرئیر میں اپنے دیگر ساتھیوں اور سینئر اساتذہ کرام اور سٹاف ممبر کے ہمراہ اس ادارہ کا قدر عروج بھی دیکھا اور بعد ازاں بطور ملازم اس کا زوال بھی۔ جو کہ یہ امر نہایت ہی افسوس ناک ہے کہ دنیا دن بدن آگے اور بہتری کی جانب گامزن ہے جب کہ ہم دن بدن ابتری اور پسماندگی کی جانب اور یہ امر کسی بھی درد دل رکھنے والے لوگوں کے آنسو رلاتا ہے۔ مگر مجھے افسوس اس بات کا ہے کہ میں نے اپنے تئیں اپنے دائرہ کار میں رہ کر بذریعہ قلمی جہاد جائز اقدامات کر کے جائز طور پر مختلف شکایات کے ذریعے اس جانب متوجہ کرنے اور ادارہ کو سنوارنے کی کوشش کی۔ مگر مجھے مزید رسوائی اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ اور مذکورہ فوجداری مقدمہ جو کہ ایک سازش کے نتیجہ میں من سائل پر قائم کیا گیا وہ بھی مذکورہ بالا باتوں کا ردعمل ہے۔ جس کا ایک پس منظر ہے جو کہ حسب ذیل ہے۔

(1) ہمارے ملک کے ادارہ جات و تنظیمات ہماری معزز و ذکی کی تحریک اور ہمارے مخصوص نظریات و جدوجہد کے نتیجہ میں وجود میں آئیں اور ان میں کام کرنے والے ہر فرد پر لازم ہے کہ وہ ان نظریات کا تحفظ اور دفاع کرے خصوصاً کسی بھی سرکاری ادارہ میں کام کرنے کیلئے اس ادارہ کے اغراض و مقاصد اور نظریات اور قوائد و ضوابط و پالیسی پر عمل درآمد، ان کی تکمیل اور ان کا پرچار فرض ہے اور جو ایسا نہ کرے اُس کو اس قسم کے ادارہ میں کام کرنے کا کوئی حق نہیں اور یہی وجہ ہے کہ ہم اپنے تمام تر وعدوں اور دعووں کے باوجود اپنے اہداف و مقاصد کو پورا کرنے میں ناکام ہیں۔ اور دوسروں کے شانہ بشانہ چلنے کے بجائے مزید

پیچھے جا رہے ہیں اور نارمل زندگی کے بجائے ہمیں مزید ایبنارمل زندگی میں
دھکیلا جا رہا ہے۔ ہمارے احساس کمتری و احساس محرومی کو دور کرنے کے بجائے مزید
اسمیں مبتلا کیا جا رہا ہے اور ہمیں مزید معذوری یا معذوروں کا شکار کیا
جا رہا ہے۔ ہمیں مفید اور کارآمد شہری بنانے کی بجائے خود اپنے اور معاشرہ
کیلئے مزید بوجھ ناکارہ اور صفر بنایا جا رہا ہے اور افسوس ناک طور پر یہ کام
ان لوگوں کی جانب سے کئے جا رہے ہیں جو ہمارے نام نہاد نمائندگان بن کر ہماری
فلاح و بہبود کے دعوے کرتے ہیں اور جب افسران مجاز کو ان کی شکایت کی جاتی
ہے تو وہ ان کے نظام تنظیمی ڈھانچہ کو دیکھ کر مزید بوکھلا جاتے اور الٹا کمزور
مظلوم، محکوم و محروم، مجبور و معذور اور غریب شخص کو مزید دباتے ہیں اور معذور
حال مزید کشیدہ ہو جاتی ہے۔

(ii) ویسے ذاتی طالب علمی میں ادارہ کے معمار اول جناب الیاس صاحب
نے اپنی تمام تر خامیوں کے باوجود مذکورہ اہداف و مقاصد پورا کرنے کی کوشش کی
اور ادارہ کو قدرے بہتر ڈگر پر گامزن رکھا مگر مفاد پرست ٹولے نے سازش کر
کے انہیں ادارہ سے بے دخل کر دیا۔ اور نتیجتاً ادارہ کے حالات روز بروز خراب
ہوتے چلے گئے اور نام نہاد تنظیمی ٹولہ اور ہمارے نام نہاد لیڈران ادارہ کو غلط
راستے پر ڈالتے رہے اور افسران کو گمراہ اور بلیک کرکے اپنے گھٹیا اغراض و مقاصد
پورے کرتے رہے جس سے ادارہ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا۔ تین احتجاجی جلوس
اور جھگڑوں کے ذریعے بھی ادارہ کو بدنام کیا گیا مگر جب یہ کام کوئی اچھے مقاصد
کیلئے کرے تو اسے تحسین کی نظر سے نہیں دیکھا جاتا صرف افسران کو بلیک میل
کرنے کیلئے ایسے ہتھکنڈے استعمال کئے جاتے ہیں اور ایکشن ڈرا دھمکا کر ان
سے غلط مطالبات منوائے جاتے ہیں۔

(iii) جب فن سائل مورخہ 26-05-2008 کو ادارہ میں لاڈو تنظیم خارج ہوا تو اس
مفاد پرست ٹولہ نے جس کی قیادت سردار محمد ایاز جعلی کاری ادارہ منظر کر رہا
ہے پوری کھل کر مخالفت کی۔ کیونکہ بطور طالب علم یہ لوگ میری ذہانت اور دیگر
اعمال و نظریات سے اچھی طرح واقف ہو چکے تھے اور مذکورہ ایاز جو کہ ایک جونیئر

ملازم / تعینات ہوتے ہوئے ادارہ و نابینا ایسوسی ایشن کا ناجائز کنٹرول حاصل کیے ہوئے ہے سن 2002ء میں بھی مجھ سے بحث میں ہار کر میرا مخالف ہو گیا تھا جو کہ میں اُس وقت پرائمری پاس طالب علم تھا اور وہ ایم۔ اے اسلامیات ہونے کا دعوے دار ہے۔

نوٹ: یہاں پر یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ مذکورہ نے اُس وقت سے مجھے پاگل کہنا اور مشہور کرنا شروع کر دیا تھا۔ مگر جب مجھ پر فوجداری مقدمہ قائم کیا گیا تو اسی کو نے مجھے ہوشیار، چالاک اور شرطراز بتانا شروع کر دیا کیونکہ اُس وقت مقصود مجھے مقدمہ میں پھنسانا تھا۔ مگر جب ملازمین یا تنظیمی رکنیت کے حصول کا معاملہ ہو تو مجھے پاگل گردانا جاتا ہے اور اب از اس بات کو اسلئے بھی نہیں جھٹلا سکتا کہ اُس پر مجھے ٹیلی فون کالز پر بھی آن ریکارڈ یہ باتیں کہیں۔

اس شرپسندی اور شکست و ریخت سے بچنے کیلئے یہ لوگ اپنے تئیں متوازن دماغ قائم کرنے کی مینی پلیٹر پالیسی کوشش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ اُس طرح کا پاگل نہیں ہے۔ ویسے تو یہ بہت لائق اور پڑھا لکھا شخص ہے۔ مگر اس کا دماغ خراب ہے اور یہ نفسیاتی مریض ہے۔ حالانکہ یہ لوگ بھول جاتے ہیں کہ نفسیاتی مریض کبھی مجرم نہیں ہوتے۔ یہ بات میں ٹی۔ وی چینلز پر آنے والے سینئر وکلاء وغیرہ کے حوالے سے بھی عرض کر دیتا ہوں: نیز یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ اپنی دماغی صلاحیتوں کا منفی استعمال کرتا ہے حالانکہ جن خرابیوں کی میں نے نشاندہی کی کرکے اصلاحی تجاویز دیں۔ ان پر عمل درآمد کرنے کے نتیجہ میں انشاء اللہ تعالیٰ بہت بہتر اور مثبت نتائج برآمد ہوں گے، مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ ان لوگوں نے کالی زبان اور دبدبہ سے مرعوب ہو کر سرکاری حکام ان کے حق میں ناجائز کام کرتے اور جانبدارانہ رویہ اختیار کرتے ہیں جس سے یہ آگ مزید بھڑک اُٹھتی ہے ورنہ میری افسران و محکمہ سے کوئی ذاتی دشمنی یا بغض و عناد نہ تھا، یہ لوگ خود ہی اس آگ میں کود پڑے۔

بعد از ملازمت ان لوگوں نے مجھے بہت تنگ و پریشان کیا اور ١٧

میرے ساتھ توہین آمیز رویہ اختیار کیا۔ اگرچہ میں سائل ان لوگوں کے مقابلہ
میں اسپتال کی اعلیٰ تعلیم یافتہ شخص ہوں اور میرا آج بھی انہیں یہ چیلنج ہے کہ
اگر میں اپنے دعویٰ میں جھوٹا اور یہ لوگ سچے ہیں تو میرا مقابلہ کرکے دکھائیں
لیکن یہ لوگ میری اچھی باتوں کی ستائش کرنے اور مجھے باعزت مقام دینے اور
دلانے کی بجائے مجھے بدنام کرتے اور میرے ساتھ ذلت آمیز رویہ اختیار کرتے ہیں
باوجودیکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اعلیٰ تدریسی صلاحیتوں سے نوازا ہے اور یہ لوگ
کرسیوں کے کام کے علاوہ شاید ہی کوئی تعلیمی قابلیت یا دسترس رکھتے ہوں مگر
مجھ کمیں وکر اور درست طور پر اردو زبان اور بنیادی حروف تہجی سے نا
واقفیت اور بنیادی معلومات نہ رکھنے والوں کو ناجائز طور پر اعلیٰ سکیل پر رسائی
مل گئی اور یہ لوگ مجھے جھوٹا گردانتے ہوئے میری تذلیل کرتے رہتے
کبھی مجھے کہا جاتا کہ تم زیادہ پڑھے لکھے ہو کسی اور جگہ جاکر نوکری کرو
جس سے مقصود یہ تھا کہ یہ مخصوص ٹولہ ہی ادارہ پر قابض رہ کر اسے تباہ کرتا
رہے اور کوئی انہیں روکنے ٹوکنے والا نہ ہو ورنہ خود ایاز اور ڈپٹی ڈائریکٹر
سپیشل ایجوکیشن ٹیچر/سپروائزر یونس صاحب جن کو نام نہاد ایم اے
اسلامیات تھے انہوں نے کسی کالج وغیرہ میں لیکچرشپ کیلئے درخواست نہ
دی کیونکہ یہاں کام کوئی نہیں اور تنخواہیں بہت زیادہ ہیں۔
جناب والی جب ہم دوسروں سے یہ گلہ کرتے ہیں کہ انہوں نے
ملک کو ترقی کے دوڑ میں پیچھے رکھا تو خود اپنا احتساب کیوں نہیں کرتے؟ یہی وہ
معاملات ہیں جنہوں نے میرے جذبات کو شدید برانگیختہ کیا۔
۷. یہ کہ میں سائل کے خلاف مذکورہ سرداران برادران یعنی سردار محمد ایاز
اور ضمیر P.A.B اسٹ آباد ایاز کے بھائی سردار خورشید نے جو حربے استعمال کئے ان میں
سے ایک یہ تھا کہ میرے والدین کو میرے خلاف بھڑکا کر ہمیں آپس میں تقسیم کر
کی کوشش کی اور جب ایاز اپنے ایک ساتھی نابینا ٹیچر کے ہمراہ 30.1.2003ء میں ہمارے
گھر آیا جسکی تفصیل میں سائل نے ڈائریکٹر جنرل سے انکی بیہودہ دھمکی آمیز کلام کے
نام تین صفحات کی رپورٹ میں بیان کی لہذا اس وقت والد صاحب نے ایاز کو

بدقسمتی سے ہمارے بھو ڈکر بلو / انکی اختلافات کے بارے میں بتادیا جس سے اس شقی القلب نے مزید فائدہ اٹھایا۔

جناب والی یہ لوگ جو چند مٹھی بھر عناصر میں جھوٹوں کے ذریعے محکمہ کو یرغمال بنا رکھا ہے اور اگر یہ لوگ کہیں کے سورج مغرب سے نکلتا ہے تو محکمہ بھی کے افسران بھی یہی کہنے لگتے ہیں اور یہ دن کو رات اور رات کو دن کہیں تو بھی ان کا ساتھ دیا جاتا ہے: بہرحال جناب والی! یہ لوگ مجھے کہتے ہیں کہ کیا ہم سب غلط ہیں اور تم اکیلے صحیح ہو، تو کیا میں یہ مجھے پاگل کہتے ہیں اور پاگل کہنے کے باوجود مجھ پر فوجداری مقدمہ بھی قائم کر دیتے ہیں تو کیا یہ پھر بھی غلط نہیں؟

جناب والی! ایک طرف تو ہم نے معذور افراد کی تحریک اسلئے شروع کی تھی کہ ہم معاشرے کو غلط سمجھتے تھے اور ہمارے فلاحی ادارہ جات و تنظیمات کے قیام کا مقصد بھی یہ تھا کہ معاشرے کے غلط رویوں کے خلاف آواز اٹھائی جائے لیکن اگر ان کے مذکورہ بالا گھٹیا فلسفہ کو تسلیم کر لیا جائے تو پھر تو سارا معاشرہ صحیح اور ہم غلط ہیں۔

جناب والی! معاشرہ کے غلط رویوں میں سے ایک یہ ہے کہ جیسا کہ ہم کل سات بہن بھائی ہیں جن میں سے چار معذور جبکہ تین غیر معذور ہیں تو ان تینوں کو تو ہمارے والدین کی اولاد تسلیم کیا جاتا ہے اور انہیں تو خاندان کے افراد شمار کیا جاتا ہے مگر ہمیں نہیں. جیسا کہ گواہ میرا چھوٹا بھائی اکبر بھی ہے اور مذکورہ سردار برادران کے اپنے خاندان میں بھی ہم سے ملتی جلتی صورتحال ہے اور ان کے بھی بینا بھائی کے وجود کو تسلیم کیا جاتا ہے مگر نابیناؤں کے وجود کو نہیں جس کا گواہ خود مذکورہ ایاز بھی ہے. نیز موجودہ برسراقتدار جماعت پاکستان تحریک انصاف نے بھی جب اپنی 2013ء کی انتخابی مہم کے دوران اسلام آباد میں معذور افراد کا جو کنونشن منعقد کیا جس میں میں بھی موجود تھا۔ اس میں بھی یہ بات کہی گئی تھی کہ اکثر معذور افراد کے خاندان انہیں اپنے ارکان اور حصہ ہی تسلیم نہیں کرتے۔ چنانچہ ہمارے خاندان میں ہمارے اور مذکورہ سردار برادران کے خاندانوں میں جو ایک ایسا

کہ مذکورہ جواب کے اندر رہتے ہوئے اگر کوئی اضافی ثبوت بھی ہے تو اسے آخری موقع کے طور پر یا جو باتیں مذکوران میں جرح کے نتیجہ کے طور پر سامنے آتی ہیں انہی کو آخری موقع دیتے ہوئے تسلیم کیا جائے گا اور مذکورہ جواب چارج شیٹ وغیرہ کے علاوہ اور کوئی بھی ثبوت وغیرہ قابل قبول نہ ہوگا۔

نوٹ: حق سائل نے جیسا کہ چارج شیٹ کے جواب میں جو اعتراض کیا وہ زبانی طور پر بھی دوہرایا کہ مجھے ثبوت اکٹھا کرنے کے لیے تنخواہ تک کا موقع دیا جائے۔ جس کا تا حال کوئی فیصلہ نہ ہوا۔

نوٹ: حق سائل نے اسی بیان میں بحث زبانی طور پر بھی کی جو تحریرا جواب مجھ سے کروایا۔

نوٹ: حق سائل اس بات پر بھی افسران مذکورہ کا شکر گزار ہوں کہ پہلے کی نسبت ضرورت سے غیر جانبداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے تنخواہ وغیرہ یعنی کچھ صاف جبرا کر قصوروار ٹھہرایا اور اپنی سفارشات ...

جناب صاحبان آپ کی عین نوازش ہوگی اور احسان مند رہوں گا

العارض

[redacted] محمد سجاد

نابینا (آئین ورکر)

گورنمنٹ ادارہ برائے نابینا طلباء

BPS-07، ایبٹ آباد

PAKISTAN COURT FEE

۱ روپیہ

ONE RUPEE

73

27-10-22

بخدمت جناب سپرنٹنڈنٹ صاحب

گورنمنٹ ایسٹیٹ [illegible]

[illegible]

جناب عالی [illegible]

[illegible]

27/10/2020

العارض [illegible]

[illegible] Care [illegible] گورنمنٹ ایسٹیٹ [illegible]

[illegible] Islamabad

Mobile 03135925351

CHARGE SHEET

I, Habib Khan, Director Social Welfare, Special Education and Women Empowerment Department, Government of Khyber Pakhtunkhwa as competent authority, hereby charge you, Mr. Muhammad Sajjad, Cane Worker (B-7) that you, while posted as Cane Worker (BPS-7) in the office of Superintendent, Government Institute for the Blind, Abbottabad committed the following irregularities:

1. That you were involved in criminal act of mixing Toxic Pills (Poison) in drinking water cooler for the students of Government Institute for the Blind, Abbottabad.
2. That you were arrested by the Local Police and an FIR was lodged against you under Section-337J/511.
3. That you remained in Police custody w.e.f 26.11.2014 to 12.12.2014.
4. That your services were suspended vide letter / order No. E-16/378/DSW/7448-51 dated 07.01.2015.
5. That you remained absent from duty w.e.f 12.12.2014 to 20.08.2015 without prior permission of the competent authority.
6. That you are habitual of floating anonymous complaints against your colleagues, officers and department.
7. That your colleagues are fed up of your behavior and submitted complaints to the higher authorities on more than one occasions.

2. By reason of the above, you appear to be guilty of mis-conduct under Rule-3 of the Khyber Pakhtunkhwa Government Servants (Efficiency and Discipline) Rules, 2011 and have rendered yourself liable to all or any of the penalties specified in Rule-4 of the rules ibid.

3. You are, therefore, required to submit your written defense within seven days of the receipt of this charge sheet to the Inquiry Officer.

4. Your written defense, if any, should reach the Inquiry Officer within the specified period, failing which it shall be presumed that you have no defense to put in and in that case ex-parte action shall be taken against you.

(Habib Khan)
Director
Social Welfare, Special Education
and Women Empowerment
Khyber Pakhtunkhwa
(Competent Authority)

DISCIPLINARY ACTION

71

I, Habib Khan, Director, Social Welfare, Special Education and Women Empowerment Khyber Pakhtunkhwa as competent authority, am of the opinion that Mr. Muhammad Sajjad Cane Worker (BPS-6) Office of the Superintendent, Government Institute for the Blind, Abbottabad has rendered himself liable to be proceeded against, as he committed the following acts/omissions, within the meaning of rule-3 of the Khyber Pakhtunkhwa Government Servants (Efficiency and Discipline) Rules, 2011.

STATEMENT OF ALLEGATIONS

1. That he was involved in criminal act of mixing Toxic Pills (Poison) in drinking water cooler for the students of Government Institute for the Blind, Abbottabad.
2. That he was arrested by the Local Police and an FIR was lodged against him under Section-337J/511.
3. That he remained in Police custody w.e.f 26.11.2014 to 12.12.2014.
4. That his services were suspended vide letter / order No. E-16/378/DSW/7448-51 dated 07.01.2015.
5. That he remained absent from duty w.e.f 12.12.2014 to 20.08.2015 without prior permission of the competent authority.
6. That he is habitual of floating anonymous complaints against his colleagues, officers and department.
7. That his colleagues are fed up of his behavior and submitted complaints to the higher authorities on more than one occasions.

2. For the purpose of inquiry against the said accused with reference to the above allegations, under Rule-10 (1) (a) of the ibid rules Mr. Shoaib Khan District Officer, Social Welfare Charsadda is hereby nominated as Inquiry Officer.

3. The Inquiry Officer shall, in accordance with the provisions of the ibid rules, provide reasonable opportunity of hearing to the accused, record its findings and make, within 30 days of the receipt of this order, recommendation as to punishment or other appropriate action against the accused.

4. The accused and a well conversant representative of the department shall join the proceedings on the date, time and place fixed by the inquiry officer.

(Habib Khan)
Director
Social Welfare, Special Education
and Women Empowerment

70

CONFIDENTIAL

Government of Khyber Pakhtunkhwa

Directorate of Social Welfare, Special Education and Women Empowerment Jamrud Road Peshawar.

Dated Peshawar the 13 / 07 /2020

ORDER:

No. E-16/378/Vol-II/DSW/ 402-03 . In pursuance to the Khyber Pakhtunkhwa Service Tribunal judgment dated 23rd January 2020 in Service Appeal No.219/2017 titled "Muhammad Sajjad S/O Muhammad Riaz (Ex-Cane Worker (B-6) and in exercise of the powers conferred by Section 26 of the Khyber Pakhtunkhwa Civil Servants Act, 1973 (Khyber Pakhtunkhwa Act No. XVIII of 1973), ***Mr. Shoaib Khan District Officer, Social Welfare Charsadda*** is hereby nominated as Inquiry Officer to conduct a de-novo inquiry against Mr. Muhammad Sajjad, Cane Worker (BPS-6) office of the Superintendent Government Institute for the Blind Abbottabad, accused of adding toxic pills (Poison) in the drinking water cooler for the students of GIB, Abbottabad.

2. The above official is directed to submit his reply in writing in light of the charge sheet/statement of allegations to the Inquiry Officer within seven days. The Inquiry Officer is directed to submit his recommendations within 15 days positively.

(Nabib Khan)
Director (SW, SE & WE)
(Competent Authority)

Copy forwarded to:

1. Mr. Shoaib Khan, District Officer, Social Welfare Charsadda (Inquiry Officer)
2. Mr. Muhammad Sajjad, Cane Worker (BPS-6) Office of the Superintendent, Govt. Institute for the Blind Abbottabad

Director (SW, SE & WE)
(Competent Authority)

69

Diary No: 674
Date of Receipt: 02/06/2020
PMRU, Chief Secretary Office

To

The Director PMRU,
Chief Secretary,
Khyber Pakhunkhwa.

Subject: **NO ACTION WAS TAKEN UPON COURT DECISION.**

Dear Sir

Most respectfully I beg to that I was working at Govt Institute for the Blind Abbottabad as Cane Worker (BPS-07) and I was physically, mentally and emotionally blackmail/disturb time to time during the service by corrupt people. During this situation I personally submitted various applications to different forums from time to time but due to high links of corrupt people no practical/appropriate action has been taken regarding applications. However, my applications are very strong and solid points, and I am higher educated than these people, that's why they always feel fear from the time of my appointment.

Consequently, they imposed criminal case against me, and additional session judge I Abbottabad and service tribunal has given decision in my favor but the department has remove me from service before these honorable decisions.(supporting documents are attached for kind perusal)

However, the honorable tribunal directed to the department to conduct de-novo inquiry regarding various issue between me and department which is still unimplemented while deadline of de-novo inquire is three months as per law.

Kindly reinstate my service as per honorable court decision and conduct de-novo inquiry with law and rules please.

Thanks

Your faithfully

Muhammad Sajjad
Cane worker (BPS-7)
Mobile# 0313-5944753
CNIC13101-2598133-9

68

DONATION IN KIND

LIGHT HOUSE SOCIETY FOR THE BLIND
ABBOTTABAD
LIGHT HOUSE SCHOOL FOR THE BLIND GIRLS)

Receipt No. 662 Date 20-02-2021

Received with thanks from. Sajjad Sahab

Address.

Cell#:

Following items on account of donation costing Rs.________ For the use of children of our organization.

Sr. No	Items	Qty	Rate	Cost
	Buryani daig			6000/=
			Total	
				6000/=

Receipt Signature

Desig:

House No.29, Workshop Road, Hbib ullah colony,
Mandian, Abbottabad
Tel No. 0992-400932 / 0300-5062310

Ph : 0992-333251
Fax: 0992-332943

نمبر 567

تاریخ 16/3/2021

ادارہ تدریس القرآن ویتیم خانہ

نورالہی روڈ نزد پولیس لائن ایبٹ آباد
Web : www.orphanageatd.org
E-mail : info@orphanageatd.org

محترم/محترمہ سجاد صاحب فون نمبر 0313-592535

پتہ بلائنڈ سکول حفاظتی سیدال ایبٹ آباد

Six Thousand only

سے 6000- روپے بذریعہ چیک/نقد/ڈرافٹ بصد شکریہ وصول پائے۔

دستخط وصول کنندہ

نوٹ امدادی رقوم براہ راست اکاؤنٹ نمبر PLS 0010016915490018 الائیڈ بینک مال روڈ ایبٹ آباد
اکاؤنٹ نمبر CD9132-4 خیبر بینک جناح روڈ ایبٹ آباد میں جمع کرائی جاسکتی ہیں ادارے میں امداد دینے کی صورت میں رسید ضرور حاصل کریں۔

10۔ چیئرمین نیب حکومت پاکستان، اسلام آباد

11۔ CEO اینٹی کرپشن ایبٹ آباد

12۔ وزیر اعلیٰ خیبر پختونخواہ، پشاور

13۔ گورنر خیبر پختون خواہ، پشاور

14۔ وزیر برائے انسانی حقوق حکومت پاکستان، اسلام آباد

15۔ وزیر اعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان، اسلام آباد

16۔ صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان، اسلام آباد

17۔ جوڈیشل مجسٹریٹ، ایبٹ آباد

18۔ ڈسٹرکٹ / سیشن جج ضلع، ایبٹ آباد

19۔ چیف جسٹس پشاور ہائی کورٹ، پشاور

20۔ چیف جسٹس سپریم کورٹ آف پاکستان، اسلام آباد

21۔ ڈائریکٹر جنرل سپیشل ایجوکیشن، اسلام آباد

22۔ وزیر برائے قانون حکومت پاکستان، اسلام آباد

23۔ ناظم اعلیٰ، ضلع ایبٹ آباد

24۔ کمشنر ہزارہ ڈویژن، ایبٹ آباد

25۔ سپیکر قومی اسمبلی پاکستان، اسلام آباد

26۔ چیئرمین سینٹ پاکستان، اسلام آباد

27۔ وفاقی وزیر تعلیم حکومت پاکستان، اسلام آباد

شکایت درج کرائی جس کا ذکر سابقہ شکایات میں ہے لیکن جب مورخہ 13-07-2020 کو سائل کی بحالی اور انکوائری کا نوٹیفیکشن وغیرہ جاری ہوا اور اُسی روز سائل نے مایوس ہو کر عدالت میں execution/ COC کی درخواست دائر کردی مگر 15-07-2020 کو مذکورہ نوٹیفیکشن اور چارج شیٹ سائل کو شام کے وقت موصول ہوا تو سائل نے اگلے روز مورخہ 16-07-2020 کو حاضری کی اور اندرون المیعاد 29-07-2020 کو چارج شیٹ کا جواب جمع کروا دیا۔
وکیل نے سائل کو مقدمہ کی رجسٹری ڈاک کی رسید نہ دی اور سائل مایوس ہو گیا تھا لیکن اس بات کا بھی انتظار کر رہا تھا کہ اگر عدالت کی طرف سے خود ہی کوئی حکم یا تاریخ مقررہ برائے سماعت کا نوٹیفیکشن آیا اور انکوائری وغیرہ کی صورتحال ہوئی عدالت کے روبرو عرض کی جائے گی۔ نیز کرونا کی وجہ سے سائل کو دیگر ساتھیوں کے ہمراہ حاضری سے استسنا بھی دیا گیا جس کا ثبوت CCTV کیمروں کے مطابق ہے ۔ لہذا یہ کہنا غلط ہے کہ دریں اسنا سائل نے ڈیوٹی نہ کی۔
<u>لہذا استدعا ہے کہ دادرسہ فرمائی جائے۔ سائل کو شخصی سماعت کا بھی موقع دیا جائے۔ جناب کی عین نوازش ہوگی۔ وگرنہ سائل قانون کا پابند ہے آپ کا نہیں۔</u>

المرقوم:17-04-2021

العارض

محمد سجاد ولد محمد ریاض

موبائل نمبر: 0313-5925351

شناختی کارڈ نمبر: 13101-2598133-9

سکنہ: محلہ اعوان آباد جھنگی سیداں ایبٹ آباد

نابینا کین ورکر (BPS-07) گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ فار دی بلائنڈ

بالمقابل شیل پٹرول پمپ نزد جنرل بس سٹینڈ حویلیاں روڈ ایبٹ آباد

محکمہ خصوصی تعلیم / سماجی بہبود خیبر پختونخواہ

نقول برائے اطلاع:

1۔ سیکرٹری زکوٰۃ عشر سماجی بہبود خصوصی تعلیم وترقی خواتین خیبر پختونخواہ، پشاور
2۔ وزیر برائے زکوٰۃ عشر سماجی بہبود خصوصی تعلیم وترقی خواتین حکومت خیبر پختونخواہ، پشاور
3۔ ڈی آئی جی پولیس ہزارہ، ایبٹ آباد
4۔ آئی جی پولیس خیبر پختونخواہ، پشاور
5۔ چیف سیکرٹری خیبر پختونخواہ، پشاور
8۔ صدر PAB ضلع، ایبٹ آباد
7۔ ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر ایبٹ آباد
8۔ وفاقی محتسب حکومت پاکستان، اسلام آباد
9۔ صوبائی محتسب خیبر پختونخواہ پشاور

ادارہ ہو وہاں انسان ذرا طریقے سے بات کرتا ہے، طریقے سے اُٹھتا بیٹھتا ہے، آپ لوگ تو پھر نابینا ہیں بینا لوگوں کو بھی احتیاط کرنی چاہیئے اور آپ نابینا لوگوں کو پتا نہیں چلتا کہ اِس وقت آپ کے پاس کون ہے؟ لہٰذا سوچ سمجھ کے بات کیا کریں اور اُٹھا بیٹھا کریں آپ نے جس پوزیشن میں اپنا ہاتھ کبھی کہاں اور کبھی کہاں ڈالا ہوتا ہے؟ آپ جس طرح کے اشارے کرتے ہیں یہ تمام چیزیں حراسمنٹ ایکٹ کے زمرے میں آتی ہیں اور میں کہیں سے ڈھونڈ کر حراسمنٹ ایکٹ دیوار کے ساتھ چسپاں کرواؤں گی۔

جناب والا! کچھ شک نہیں کہ مادام پہلے سے بہتر منتظمہ ہیں لیکن سائل کا یہ موقف رہا ہے کہ نابینا افراد کے حوالے سے ماضی میں وہ جو الفاظ کہتی آئی ہیں اگر اِس کی معافی دے دی گئی تو ایک غلط روایت قائم ہو جائے گی اور یہ تو وہ فلاحی ادارہ ہے جہاں نابینا کو "اندھا" کہنا بھی گوارہ نہیں کیا جاتا تو سربراہ ادارہ کی جانب سے مذکورہ الفاظ ہرگز ناقابل قبول ہیں مگر ایسی وجوہ کی بنا پر آپ سائل کو انتقام کی نشانہ بناتے ہیں تو سائل آپ کے متعلق وہی الفاظ کہنے کی جسارت کرتا ہے جو پنجاب میں بیوروکریسی کی ہڑتال کے موقع پر بیرسٹر ظفر علی شاہ سمیت کئی لوگوں نے کہے کہ کیا یہ آپ کے باپ کے ادارے ہیں کہ آپ جیسے چاہیں انہیں چلاتے رہیں؟ جناب والا! کیا ہم آپ کے ذاتی ملازم یا غلام ہیں اور آپ ان اداروں کے مالک ہیں؟ یہ مت بھولیے کہ آپ پبلک کے خادم ہیں۔ اگر آپ درست ہونگے تو سر آنکھوں پر otherwise my foot۔

جناب والا! گزشتہ دنوں جناب DO عبدالرشید صاحب نے فرمایا کہ یہ سجاد بھی ہمارا shining star ہے۔ اُن کا بہت بہت شکریہ۔

الزام نمبر 8

جی ہاں سائل کو مندرجہ بالا وجوہ کی بنا پر آپ جیسے انا پرست افسروں نے ملازمت سے فارغ کر دیا تھا جو کسی کے بنیادی انسانی حقوق اور اُس کے رزق کا بھی خیال نہیں کرتے جیسا کہ آپ فوری طور پر رہائش کا بندوبست کیے بغیر سائل کا تبادلہ کرتے رہے اور اب سروس سے Dismiss کرنا چاہتے ہیں تا کہ سائل کوئی اور ملازمت بھی نہ کر سکے۔

الزام نمبر 9

مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں عدالتی حکم کی تعمیل کا آپ کا دعویٰ سراسر غلط اور بے بنیاد ہے اور حسب ضابطہ اور حسب وعدہ پُر زور اصرار کے باوجود سائل کی حسب سابق پھر بیانات کی نقول نہ دی گئی اور آپ لوگ حسب ضرورت اُن بیانات میں ردو بدل کر ڈالتے ہیں۔

الزام نمبر 10

آپ کا یہ کہنا غلط ہے کہ انکوائری حسب ضابطہ ہوئی بلکہ درخواست ضابطہ ہوئی۔

ایاز صاحب کا یہ بھی کہنا ہے کہ انکوائری افسر نے سب کو رشوت کی پیشکش کی اور جس نے رشوت نہ دی اُس کے خلاف اور جس نے رشوت دی اُس کے حق میں لکھتا۔

نوٹ: عدالتی فیصلہ پر عمل درآمد اور سروس بحالی میں دیر ہوئی اور نوٹیفیکیشن موصول نہ ہوا تو سائل نے پاکستان سٹیزم پورٹ" پر اپنی

الزام نمبر 7

افسوس صد افسوس کہ جو خود دوسروں سے نالاں ہیں آپ اُنہیں اُس سے نالاں قرار دیتے ہیں اور اگر یہ نالاں ہیں تو اس میں سائل کا کوئی قصور نہیں افسوس کہ آپ ادارہ کا ماحول خراب کرنے کا ذمہ دار ظالمانہ طور پر سائل کو قرار دیتے ہیں۔

☆ جہاں تک اعلیٰ حکام تک رسائی کا تعلق ہے تو سائل نے براہ راست ایسا نہ کیا بلکہ آپ سے مایوس ہونے کے بعد یہ سائل کا بنیادی حق ہے مگر عبدالبصیر افغانی صاحب جیسے لوگ جو ملک کی اعلیٰ ترین اتھارٹی یعنی سابق صدر پاکستان جناب جنرل محمد ضیاء الحق شہیدؒ کو اپروچ کر کے خصوصی پوسٹ اپنے لئے تخلیق کروا کے بھرتی ہوئے اور ایاز صاحب کے علاوہ دیگر لوگ جو تنظیمیں بنا کر براہ راست اعلیٰ حکام تک رسائی رکھتے ہیں وہ آپ کو نظر نہیں آتے۔ پاکستانی معاشرہ کا یہ علمیہ ہے کہ وہ کم تر اتھارٹیز پر دباؤ کی غرض سے براہ راست اعلیٰ اتھارٹیز کو اپروچ کرتے ہیں اور جب سائل نے علی زمان صاحب کو اُن کی طعنہ زنی کے جواب میں کہا کہ آپ نے الیاس صاحب کے ساتھ کیا کیا؟ تو اُنہوں نے کہا کہ الیاس صاحب کا معاملہ حد سے بڑا ہوا تھا اور وہ ہمیں ماں بہن کی گالیاں دیتے تھے جس پر ایک مرتبہ ہم ایک MPA یا MNA کے پاس چلے گئے کے اِسے یہاں سے ٹرانسفر کریں تو اُس نے پوچھا کہ پھر کس کو لگاؤں؟ تو ہم نے کہا کہ اللہ بخشے مس فرحت کو لگائیں اُس نے وجہ پوچھی تو ہم نے کہا کہ وہ عورت ہے اگر وہ ہمیں گالی بھی دے گی تو وہ زیادہ سے زیادہ یہی کہے گی ذلیلو! کمینوں! وغیرہ۔ الیاس صاحب کی طرح مردانہ گالیاں تو نہیں دے گی۔

یہ باتیں وہ ایاز صاحب اور اُن کی معرفت محترمہ شمشاد صاحبہ کو خوش کرنے کے لئے اور اُن کے سامنے ہیرہ بن کر کہہ رہے تھے اور سائل کے اِس اعتراض کہ مادام نے جو نابینا افراد کی توہین ٹیلفون کال پر کی اِس کا ڈیٹا تنظیم نے حاصل کیوں نہ کیا؟ علی زمان صاحب نے ایاز صاحب کو شے دی جو لاجواب ہو چکے تھے اور یہ بھی کہا کہ ہم افسروں کا کچھ نہیں کر سکتے حالانکہ کچھ ہی دیر پہلے الیاس صاحب کے متعلق وہ کچھ اور فرما رہے تھے۔

علی زمان صاحب پیٹھ پیچھے مادام وغیرہ کے خلاف جو باتیں کرتے رہے اُس حوالے سے الحمدوللہ شکر گزار ہوں کہ مادام وغیرہ سائل کے مؤقف سیا لکل مطمئن ہیں۔ جب 2009ء میں مادام کا پشاور تبادلہ ہوا اور علی زمان صاحب جو اوپر اوپر سے اِن کے ساتھ تھے اور اندر اندر سے جڑیں کاٹ رہے تھے سائل سمیت کئی لوگوں سے کہا کرتے تھے کے ایک کنوارہ شخص جب پہلی مرتبہ اپنی بیوی کے پاس جاتا ہے تو جلدی فارغ ہو جاتا ہے اُس نے چونکہ عورت پہلی مرتبہ دیکھی ہوتی ہے لہذا جوش میں جلدی جلدی فارغ ہو جاتا ہے۔ مگر بعد ازاں وہ زیادہ وقت لگاتا ہے اور سائل سے بھی کہا کرتے تھے کہ تم جیسا کنوارا شخص جب پہلی مرتبہ بیوی کے پاس جائے گا تو جوش کی وجہ سے جلدی فارغ ہو جائے گا جو کہ شاید علی زمان صاحب نے اپنا ذاتی تجربہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ اسی طرح میڈم بھی پہلی مرتبہ جلدی فارغ ہو گئی۔ اب جب وہ دوبارہ آئے گی تو جلدی ہماری جان نہیں چھوڑے گی اور 16 سال اُس کی سروس باقی ہے وہ ہمیں نوچ نوچ کر کھائے گی۔ جناب والا! ایسی بے ہودگی ریکارڈ کا حصہ کیوں نہیں بنتی؟ کیا سب لوگوں میں صرف ایک سائل ہی بے ہودہ ہے؟

گزشتہ دنوں بری محفل میں مذکورہ رجوع کی بنا پر ایاز صاحب و مادام نے بری محفل میں علی زمان صاحب کو بے نقاب کیا اور اس بات پر بھی سرزنش کی کہ آپ ہمیشہ اپنے آپ کو ہی عقلِ کُل سمجھتے ہیں۔ آپ سجاد وغیرہ کو ہمیشہ مس گائیڈ کرتے ہیں۔ سجاد ایک دلیر آدمی ہے وہ جو بات بھی کہتا ہے سامنے کہتا ہے آپ کی طرح منافقت نہیں کرتا اور آپ اپنی خاتون افسر کے بارے میں مذکورہ بالا بے ہودہ گفتگو کرتے اور اسے شادی شدہ اور کنواری عورت جیسی مثالوں سے یاد کرتے ہیں جہاں خواتین کا

جب کوئی بھی اِس کا ساتھ دینے کو تیار نہ تھا؟ کیوں اِس کی ضمانت کرائی اور اِن کے ساتھ مل کیوں نہیں گئے؟ ایاز صاحب نے کہا کہ اگر حمایت کروں تو تب بھی جان نہیں چھوڑتے اور مخالفت کروں تو بھی جان نہیں چھوڑتے۔ سائل نے کہا کہ جب وقت تھا تب تو آپ نے حمایت کی نہیں اور اگر کرتے تو یہ نوبت نہ آتی اور علامہ اقبال کا مصرع ہے کہ:

یہ ناداں گر گئے سجدے میں — جب وقت قیام آیا

اُنہوں نے کہا کہ ہمیں تو دیر سے اب جا کر کہیں اِن زیادتیوں کا پتہ چلا ہے۔ حالانکہ سائل کی گزشتہ تحاریر یہ بھی بتاتی ہیں کہ انہیں بار بار پہلے بھی پتا چلتا رہا مگر یہ سائل کے والدین کو اپنے ساتھ ملا لیتے تھے۔

☆ سائل نے یہ بھی مئوقف اختیار کیا کہ **اگر سائل کو جھوٹی درخواست بازی کی عادت ہوتی تو ان پر قائدِ اعظم کو گالیاں دینے کے علاوہ علامہ اقبال کو بھی گالیاں دینے کا الزام لگاتا** جو کہ کبھی نہ تو شمشاد صاحبہ پر لگایا اور نہ ہی صاحبزادہ شمس الرحمان وغیرہ پر اور صاحبزادہ شمس الرحمان جو مستغیث اور سائل کے خلاف موقع کا گواہ بنا ہوا تھا اور سائل کی درخواستوں میں اہم نامزد ملزم ہے اِس پر بھی سائل کو جرح کا موقع نہ دیا گیا بلکہ اِسے بھی باعزت ریٹائر کر دیا گیا جو عدالت سیشن کورٹ نے بعد از ریٹائرمنٹ اِسے بھی طلب کیا تھا اور ایک تاریخ ساعت پر چیئر مین سروس ٹربیونل نے بعد از ریٹائرمنٹ ریاض الحق ثانی جھوٹے انکوائری افسر کو بھی طلب کیا جو وہ پیش نہ ہوا اگر عدالتیں اِنہیں بطور گواہ بعد از ریٹائرمنٹ بھی طلب کر سکتی ہیں تو یہ ایسا کیوں نہیں کر سکتے تھے۔

الزام نمبر 6

اگر آپ کا یہ دعویٰ درست ہے کہ سائل بے جا درخواست بازی کا عادی ہے تو مندرجہ بالا حقائق کو جھٹلایا جائے۔ نیز اگر آپ نے سائل کو پھنسانہ ہی تھا تو اِن درخواستوں کی بنا پر بھی بہت پہلے سائل کو نہ صرف ملازمت سے فارغ کر سکتے تھے بلکہ جیل بھی بھجوا سکتے تھے مگر چونکہ یہ ممکن نہ تھا لہذا آپ نے ہر ایک کی ہمدردیاں حاصل کرتے ہوئے سائل پر زہر کا گھناؤنا الزام لگایا جو اگر سائل آپ سے Deal کر لے تو بہت اچھا ہے ورنہ زندگی بھر کے لئے اِس الزام وغیرہ کو سائل کے خلاف بلیک میلنگ کا ذریعہ سمجھ رکھا ہے۔

اگر مادام اور ایاز صاحب وغیرہ نے اپنا ماضی کا منفی رویہ ترک کرتے ہوئے سائل کو تنظیمی رکنیت دینے کا بھی وعدہ کر لیا ہے جو کہ سائل پہلے بھی یہ کام Deal کے ذریعے کر سکتا تھا اور مادام جنہوں نے سائل کو بھرتی کروایا وہ اِسے تنظیمی رکنیت بھی دلوا سکتی تھیں اور سائل اِن حالات تک نہ پہنچتا اگر اِن سے سائل کا اختلاف نہ ہوتا مگر مذکورہ حکومتی بے غیرتی کا سائل کو قطعاً اندازہ نہ تھا۔

☆ جہاں تک گمنام درخواستوں کا تعلق ہے تو سائل کی الحمدوللہ اِس خوبی کو عادل صاحب نے بھی تسلیم کیا اور محترم ایاز صاحب وغیرہ بصد شکری تسلیم کرتے ہیں کہ سائل کو بزدلوں کی طرح چھپ کر پیچھے سے وار کرنے کی عادت نہیں اور سائل جو بھی بات کرتا ہے برملہ ڈنکے کی چوٹ پر کرتا ہے لیکن آپ جیسے لوگ گمنام درخواستیں دینے پر انسان کو خود مجبور کرتے ہیں اور اتنے گھٹیا اور بے شرم ہیں کے خواہ کوئی گمنام درخواست کے ذریعے ہی کسی جرم کا ناقابلِ تردید ثبوت پیش کر دیں تو اُس جرم کو جرم سمجھنے کے بجائے گمنام درخواست کو ہی جرم قرار دیتے ہیں۔ کاش سائل نے بھی گمنام درخواستیں دی ہوتیں یا سچ مچ زہر ملایا ہوتا "بد سے بدنام بُرا" کے مصداق سائل کی آج اتنی بُری حالت نہ ہوتی۔ ایاز صاحب وغیرہ سائل کے گمنام درخواستوں کے حوالے سے مئوقف سے مطمئن ہیں۔

کی کمزوری پر بھی دلالت کرتی ہے اور جیل میں بے گناہ لوگ بلکہ مقدس ہستیاں بھی جاتی رہی ہیں۔ یہ کوئی سزا کا حتمی اور قطعی پیمانہ نہیں ہے۔ جب تک کوئی ملزم عدالت سے سزا یافتہ ہو کر مجرم نہ بن جائے اور پولیس تو ویسے بھی بااثر لوگوں کے تابع ہے۔ تاہم مندرجہ بالا تفصیلات سے پتہ چلتا ہے کہ پولیس اور پبلک کی نظر میں آپ بھی قصوروار ہیں یہ تو سائل کو آپ پر احسان ہے کہ اُس نے تا حال آپ پر ہرجانہ کا دعویٰ نہ کیا مگر آپ سائل کو مسلسل بدنام کیے جا رہے ہیں۔ عدالت سے بریت کے بعد انسان قصوروار نہیں رہتا اور اگر آپ نظامِ عدل کے مقابلہ میں عوامی یا قدیم معیارات کو پسند کرتے ہیں جو سنی سُنائی بات کو بھی مان لیتے ہیں اور گالیاں وغیرہ بھی دیتے ہیں تو یہ لعنت آپ کو مبارک ہو، اللہ کی لعنت ہو جھوٹوں پر، اللہ کی لعنت ہو ظالموں پر۔

الزام نمبر 4

جو شخص جائز یا ناجائز طور پر 24 گھنٹے سے زیادہ پولیس تحویل میں چلا جائے تو وہ قانوناً معطل ہو جاتا ہے مگر آپ نے دوران معطلی سائل کا تبادلہ کس قانون کے تحت کیا؟

اگر قسمت خان جیسے لوگ باعزت ریٹائر ہوئے ہیں تو اِس کے ذمہ دار آپ اور آپ کے انکوائری افسر جیسے لوگ ہیں جو سائل کے خلاف جھوٹی انکوائریاں کر کے معاملات کو اُلجھاتے رہے اور اُنہیں باعزت ریٹائر ہونے کا موقع مل گیا اور گوہر رحمان خاکروب بھی FIR کے باوجود باعزت ریٹائر ہونے میں کامیاب ہو گیا!۔ اگر سائل غلط اور آپ برحق اور آپ کی انکوائریاں درست ہیں تو اِن تمام اعتراضات کا آپ کے پاس کیا جواب ہے؟

الزام نمبر 5

سائل قبل ازیں اِس پر تفصیلی بات کر چکا ہے اور جن لوگوں کی تقرریاں ہی سرے سے غلط ہیں اُن کا آپ کے پاس کیا جواب ہے؟ نیز اگر آپ سائل کے خلاف ہر قسم کی گواہی قبول کر لیتے ہیں تو سائل کے اہل خانہ کی گواہی کیوں قبول نہیں کرتے کہ سائل تو آتا رہا مگر اِسے اندر آنے نہیں دیا گیا؟ نیز وہ ٹیلیفونک ریکارڈ جو ناقابلِ تردید ہے کیوں اس کیس کا حصہ نہیں بنایا جاتا؟

☆ یہ کہ جب انکوائری افسر نے بھی زخموں پر مزید نمک چھڑکتے ہوئے سائل کے گھریلو معاملات کو چھیڑا اور جس کا سائل کو نہایت دکھ ہے کہ یہ حکومت پہلے مرتبہ سائل کے نجی / گھریلو معاملات کے حوالے سے بھی سائل کی عزت اُچھال رہی ہے۔ بہرحال سائل نے کہا کہ یہ خود مانیں گے کہ اِس معاملہ میں بھی سائل برحق ہے جس پر انکوائری افسر نے کہا کہ یہ کیا ثبوت ہوا؟ سائل نے کہا کہ اعتراف تو سب سے بڑا ثبوت ہوتا ہے جیسا کہ آپ بار بار سائل کے خلاف نام نہاد اعترافِ جرم کی رٹ لگاتے ہیں۔

چنانچہ اگلی پیشی پر جب سب اکٹھے تھے تو ایاز صاحب نے بصد شکر یہ خود ہی کہہ دیا کہ ''جناب اِسے اِس حالت تک پہنچانے والا اِس کا باپ ہے'' سائل نے کہا کہ میرے اور ایاز صاحب کے درمیان یہ بات مشترک ہے کہ میرے اور انکے گھر میں معذوری تقریباً ایک جیسی ہے اور ہم بھی گھر میں چار بہن بھائی معذور ہیں۔ لیکن ہمیں افرادِ خانہ میں شمار نہیں کیا جاتا اور صرف غیر معذور بچوں کو ہی افرادِ خانہ قرار دیا جاتا ہے جس پر ایک ایک بات کی ایاز صاحب تائید کرتے جا رہے تھے جسے ریکارڈ کا حصہ نہیں بنایا گیا اور سائل نے کہ کہا کہ اب ایاز صاحب وغیرہ کو تکلیف یہ ہے کہ سائل کے ماں باپ نے اُس وقت اِس کا ساتھ کیوں دیا

نہیں اور صرف سائل ہی کے متعلق بدنیتی کی بنا پر یہ جملہ حسب سابق لکھ ڈالتے ہیں کہ سارے نظامِ عدل سے جان ہی چھڑا لی جائے۔ جناب والا! آپ کی جان اتنی جلدی چھوٹنے والی نہیں۔

بدقسمتی سے ویسے تو وکلاء کا دین دایمان صرف پیسا ہوتا ہے اور جو ان کے پاس پہلے پہنچ جائے بس وہی حق پر ہوتا ہے لیکن محترمہ سہرش حبیب صاحبہ نے عجیب منطق پیش کرتے ہوئے سب کچھ دیکھنے بھالنے کے باوجود بھی سائل سے کہا کہ وہ اس کا کیس لینے سے پہلے مزید تحقیقات کریں گی اور اگر واقعی اس نے زہر ملایا ہوا تو یہ اپنے ضمیر پر بوجھ نہیں لیں گی لیکن اِن نابیناؤں میں سے جب کوئی بڑا ہو کر ان عورتوں سے شادی کی خواہش کرتا ہے تو اسے زندہ رکھتے ہوئے ہر پل تڑپا تڑپا کر مارتی ہیں۔ بہر حال جناب والا! کیا آپ اِن بچوں کے جملہ غلط کرتوتوں کی ذمہ داری بھی لینے کو تیار ہیں؟ جن کا نا آپ کچھ کر سکتے ہیں اور نہ کسی کو انہیں زہر دینے دیتے ہیں۔

الزام نمبر 2 کا جواب:

جی جناب والا! مذکورہ بالا وجوہ کی بنا پر بذریعہ نام نہاد FIR مذکورہ کے تحت سائل بے گناہ زیر حراست پولیس رہا اور FIR تو آپ پر بھی مذکورہ وجوہ کی بنا پر بنتی ہے۔ گزشتہ دنوں ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر صاحب ایبٹ آباد کو جو سائل کی جانب سے آن لائن IG آفس سے شکایت آئی جس میں ہمارے ادارہ جات وتنظیمات کا منفی کردار بھی بیان ہوا تھا تو اُنہوں نے سائل سے پوچھا تھا کہ اِن اداروں وتنظیمات میں سے کس کس پر پرچہ کیا جائے تو اُس وقت تو سائل نے درگزر کیا اور معاملہ کو التواء میں ڈالنے کی درخواست کی لیکن اب خصوصاً IG صاحب خیبر پختونخواہ پشاور سے گزارش ہے کہ آپ کے خلاف بھی حسب ضابطہ مذکورہ جرائم کی تمام تر دفعات کے تحت FIR درج/رجسٹر کی جائے۔

آپ تو اداروں کو ایسے چلاتے ہیں جیسے یہ آپ کی ذاتی یا باپ دادا کی ملکیت ہوں جو آپ کو ورثے میں ملے ہوں۔ جب تک سائل آپ کی غلط کاریوں کو چیلنج نہ کرے تو جیسا کہ قاری سعد نور صاحب گواہ ہیں کہ ایاز صاحب نے کہا کہ سجاد آج کل بہت اچھا ہو گیا ہے اور جب کوئی شکایت کرے تو آپ اُسے یوں بلیک میل کرنے لگتے ہیں۔

الزام نمبر 3:

چونکہ پولیس نے آپ لوگوں کی طرح سائل کو قبل از گرفتاری ضمانت کا موقع نہ دیا اور جو دفعات آپ پر لگنی چاہییں اگر لگ جائیں تو آپ کی انشاء اللہ ساری زندگی رہائی ممکن نہ ہو گی۔

چونکہ سائل کے اہل خانہ کو بھی لاعلم رکھتے ہوئے پرچہ کٹنے کے بعد بتایا گیا اور چونکہ سائل اور اِس کے وکلاء نیز سائل واہل خانہ کے درمیان رابطہ کا فقدان تھا لہذا ایک تو وکلاء کی تضاد بیانیوں سے سائل کی ضمانت لوئر کورٹ میں مسترد ہوئی جیسا کہ رضوان صاحب وغیرہ نے کہا کہ سائل میں بالکل بھی پانی میں کوئی چیز نہ ملائی اور نہ ہی پانی کے قریب گیا مگر ملک تیمور اعوان نے کہا کہ ٹینکی صاف کرنے والے گولیاں ملائیں اور دوئم یہ کہ مخالفین نے مجسٹریٹ کے دائرہ اختیار کو ہی چیلنج کر دیا جس کے باعث سائل کو وقتی طور پر ضمانت منسوخی کی اذیت کا سامنا کرنا پڑا لیکن الحمد واللہ مورخہ 12-12-2014 کو ضمانت پر رہا ہوا اور ضمانت پر رہائی کیس

کوئی NGO نہیں چلاسکتا۔ سائل نے یہ سوچا کہ میں اکیلا اور کمزور ہوں جس کے باعث کوئی بھی میری بات خواہ کتنی ہی معقول کیوں نہ ہو سننے کو تیار نہیں ہوتا۔ چنانچہ اس مرتبہ کہتا ہوں کہ میں بھی تو تنظیم کا رکن ہوں مگر عادل خان صاحب نے اس پر بھی سائل کے خلاف نقطہ چینی شروع کر دی اور کہ آپ کی رکنیت تو غیر قانونی ہے آپ کو رکن بنایا کس نے ہے؟ سائل جو سوچ رہا تھا کہ وہ تنظیمی رکنیت سے پہلے دوران ملازمت NOC لے لے گا لیکن سائل کو یہ معلوم نہیں تھا کہ قانوناً ایسا کرنا لازم ہے چنانچہ عادل صاحب ے مذکورہ قانون کی بات کی تو سائل نے پوچھا کہ کیا آپ اپنی انکوائری رپورٹ میں اس بارے میں لکھیں گے؟ کیا اس مرتبہ تو ایسا نہیں ہوگا کہ آپ پھر جھوٹی انکوائری لکھیں کہ سائل جھوٹا ہے اور یہاں کوئی بدعنوانی، کوئی کرپشن، کوئی لاقانونیت، کوئی قانون شکنی ،کوئی انتظامی مسئلہ اور کوئی بُرائی نہیں؟

اب ایاز صاحب انکوائری افسر کو ہرجانہ کا نوٹس بھیجنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ انکوائری افسر نے خواہ مخواہ غیر متعلقہ طور پر سائل کی انکوائری میں اُن کا نام بلاجواز داخل کر دیا اور جس اُن کے بھانجے شاہنواز کو انکوائری افسر نے سائل کے خلاف عینی گواہ گردانہ وہ اب انشاءاللہ اسی انکوائری افسر وغیرہ کی رشوت وغیرہ کی بھی گواہی دے گا۔ اگر سائل کے خلاف شاہنواز کی گواہی قابل قبول ہے تو انکوائری افسر کے خلاف بھی ہونی چاہیے اور اگر اس کے خلاف نہیں تو سائل کے خلاف کیوں؟ جب کہ اُس نے عدالت میں یہ کہا تھا کہ میں نے ویڈیو ضرور بنائی مگر مجھے معلوم نہیں کہ کولر میں کیا ڈالا گیا تھا؟ نام نہاد FIR میں بھی کچھ ڈالنے کا ذکر ہے واضح طور پر زہر ا چوہے مار گولیاں ڈالنے کا ہرگز نہیں۔ FSL رپورٹ بھی غیر متوقع طور پر کافی عرصہ گزرنے کے بعد آئی اور پانی بھی فرانزک کے لئے بہت دیر سے بھیجا گیا۔ FSL رپورٹ میں جس دوا کا ذکر ہے وہ پانی میں زیادہ دیر تک اثر کر ہی نہیں سکتی۔ آپ خود بھی "Phosphine" نامی اس دوا کے بارے میں سرچ کر سکتے ہیں۔

بہر حال جب شاہنواز کا بیان لکھتے وقت انکوائری افسر کا مذکورہ بالا رویہ سامنے آیا اور اُس نے کہا کہا "آخر آپ میرے باپ ہو یا کیا ہو؟" بہر حال جناب والا! ملزم تو قانون کا لاڈلہ ہوتا ہے اس کے باوجود سائل نے اُن سے معافی مانگی اور انکوائری افسر نے سائل کو مزید سوالات کی کچھ اجازت مزید دے دی مگر مکمل نہیں۔

اگلے روز بروز جمعہ جب تجمل کا بیان ہو رہا تھا تو اُس نے کہا کہ وہ سائل سے خود کو غیر محفوظ تصور کرتا ہے اور اِس کے رویہ میں یہ تبدیلی ضرور آئی کہ کل کافی عرصہ بعد میں نے اِسے نماز پڑھتے دیکھا لیکن جس طرح یہ کل ہائپر ہوا اس کے رویہ سے خوف آتا ہے۔ لیکن ہائپر ہونے کا تفصیلی احوال جو سائل نے ذکر کیا اس کی روشنی میں اِن کی نزدیک ہائپر کرنے والا تو قصووار نہیں لیکن ہائپر ہونے والا قصوروار ہے۔ آخر ہائپر ہونے والا کہاں جائے؟ ایاز صاحب نے رات کو سائل کا مزاق اُڑاتے ہوئے یہ بھی کہا کہ "جناب ایسا کریں کے سجاد صاحب کو ہی انکوائری افسر بنا دیں" دیگر نے بھی تائید کی اور سائل نے کہا کہ سائل آپ کی طرح نہیں کے خود ہی مدعی، خود ہی منصف اور خود ہی گواہ بن جائے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ سجاد صاحب کو ٹرانسفر کر کے اپنے ساتھ لے جائیں اور جرح کرتے رہیں۔

جناب والا! جن بچوں کی خاطر یا جن بچوں کا نام استعمال کرتے ہوئے آپ سائل کو زہر خورانی کا مجرم گردانتے ہیں کیا یہ بچے اِسی طرح مذکورہ بالا امتحانی نقائص کے نتیجہ میں کامیاب ہو کر ریاست کے لئے پھر ایک چیلنج نہیں بن گئے؟ کیا اب یہ مستقبل میں نوکریوں کا مطالبہ دھرنوں وغیرہ کی صورت میں نہیں کریں گے؟ کیا جناب خضرؑ نے مستقبل کے سرکش بچے کو قتل نہیں کیا تھا؟ اور سائل پر اقدامِ قتل ثابت نہ ہونے پر بھی آپ سائل پر اِس قدر برہم ہیں اور فرماتے ہیں کہ آپ مطمئن ہیں کہ سائل نے ضرور یہ کام کیا ہے اگر ایسے ہی مطمئن ہونا ہوتا تو اتنے بڑے نظامِ عدل کی کیا ضرورت تھی؟ کیا آپ دیگر لوگوں کے اور اپنے جرائم پر مطمئن

بھی یہ کہا گیا ہے کہ گواہ پر جرح ملزم کی طرف سے ہوگی۔ظاہر ہے کہ ملزم گواہ کے متعلق بہت کچھ جانتا ہوتا ہے اور سائل نے انکوائری افسر سے یہ بھی کہا کہ میں آپ کو سوالات پوچھنے سے منع نہیں کیا اور نہ ہی میں ایسا کرسکتا ہوں لیکن میرے بھی تو کچھ سوالات ہیں جن کا مجھے پورا حق حاصل ہے۔اُس نے پھر فضول بات کی کہ اگر آپ نے ہی سارے سوالات پوچھنے ہیں تو میں یہاں کس لیے بیٹھا ہوں؟ حالانکہ سائل نے یہ نہیں کہا کہ آپ بالکل بھی کوئی سوال نہ پوچھیں نیز سائل نے کہا کہ آپ اِس لیے بھی بیٹھے ہیں کہ دوارنِ جرح ضروری مداخلت بھی فرمائیں اور سوالات کے بعد گواہوں کے بیانات کا جائزہ بھی لیں۔مگر انکوائری افسر نے کہا کہ میں آپ کے متعلق لکھوں گا کہ آپ انکوائری میں تاخیری حربہ اختیار کررہے ہیں نیز پیشتر ازیں بھی ایاز صاحب غصہ سے انکوائری افسر کو ڈکٹیٹ کرنے لگے گے" جناب ختم کریں اِس انکوائری کو ہم صبح سے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں" یہ بھی کہا جاتا رہا کہ رات آج ہماری یہیں ہے۔اِس نے ہمارا اچھا خاصہ وقت برباد کردیا ہے۔علی زمان صاحب نے مزاق اُراتے ہوئے کہا کہ "شکوہ جوابِ شکوہ چل رہا ہے" اور سب ہنس پڑے۔سائل نے کہا کے آپ سب بے شک چلے جائیں میں آج کی تاریخ میں صرف شاہنواز سے ہی سوالات پوچھ پاؤں گا اور آپ لوگ بے جا مداخلت کرتے ہوئے اثر انداز ہورہے ہیں اور شاہنواز کے منہ میں اپنے الفاظ ڈال رہے ہیں۔لیکن اُنہوں نے کہا کہ آج ہم سب رات کو یہیں ہیں۔انکوائری افسر طیش میں آیا اور معاملہ جب سائل کی برداشت سے باہر ہوا تو سائل اُٹھ کر باہر آگیا اور کہنے لگا کہ آپ جانیں اور آپ کا کام، میری طرف سے آپ نے جو کچھ لکھا ہے یہ بھی نہ لکھیں اور حسب سابق انکوائری کرلیں نتائج کا سائل ذمہ دار نہ ہوگا۔جب سائل کو اندھیرے میں ٹھوکریں لگ رہی تھیں اور بڑی مشکل سے باہر کا راستہ ٹٹولتا ہوا باہر آیا تو انکوائری افسر کی گالیاں سنتا ہوا دوبارہ متوجہ ہوکر کہنے لگا کے" آپ پہلے انکوائری کا طریقہ سیکھیں پھر انکوائری کریں" جو کہ وہ ہر ایک کی ڈکٹیشن لے رہے تھے مگر سائل کی جائز بات بھی سننے کو تیار نہ تھے اور اب مزید طیش میں آکر کہنے لگے کہ آپ مجھے طریقہ نہ بتائیں میں آپ کے خلاف لکھوں گا۔سائل نے کہا کہ بے شک لکھیں آپ ویسے بھی سپریم کورٹ یا آخری فورم نہیں ہیں۔آپ نے پہلے بھی شدید ناانصافیاں کیں اور اپنے اختیارات سے تجاوز کرتے ہوئے اور ان کا غلط اور ناجائز استعمال کرتے ہوئے پہلے بھی سائل کو شدید مایوس کیا اور اب بھی کریں گے۔آپ ویسے بھی آخری عدالت نہیں ہیں۔انکوائری افسر نے کہا ٹھیک ہے۔

عادل خان صاحب کا یہ کہنا تھا کہ یہ انکوائری افسر شعیب میرا شاگرد ہے اور میں نے اسے ایک ٹریننگ دی تھی۔میں جیسا کہوں گا یہ ویسا ہی کرے گا۔اگرچہ قانوناً میں یہاں نہیں بیٹھ سکتا اور انکوائری میں مداخلت نہیں کرسکتا اور کچھ عرصہ کے بعد اُنہوں نے سائل سے ایک نشست میں عذر بھی پیش کیا کہ میں تو انکوائری میں بیٹھنا نہیں چاہتا تھا لیکن انکوائری افسر نے خود ہی مجھ سے ریکوسٹ (درخواست) کی کہ میں انکوائری میں بیٹھ کر اُن کی معاونت اور رہنمائی کروں، واہ واہ کیا خوب معاونت اور رہنمائی کی! سائل تو یہ سمجھ رہا تھا کہ یہ کم از کم شاہنواز اور غلام رسول صاحب کے خلاف لکھیں گے اور یہ بھی بڑی بات تھی کہ کسی کے خلاف کاروائی اگرچہ نہ ہوتی لیکن کچھ نہ کچھ لب کشائی تو ہوتی۔چنانچہ سائل نے علی زمان صاحب کے بتائے گئے فارمولہ کے مطابق تین روزوں کی منت مان لی کہ اگر کسی کے خلاف کچھ لکھا گیا تو سائل بطور شکرانہ یہ کام کرے گا جو علی زمان صاحب کی شادی کے لیے اُن کی ہم زاد نے منت مانی تھی اور جو سائل نے عمران خان کی صحت یابی و دیگر معاملات کے لئے مانی تو اب سائل یہ سمجھ رہا تھا کہ شاید کسی درجہ چہارم ملازم کے خلاف کچھ لکھ کر اُسے قربانی کا بکرہ بنایا جائے گا لیکن اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ توقع سے بھی بڑھ کر پہلی مرتبہ کسی نے محترم ایاز صاحب کے خلاف لب کشائی کی اور ایسی بات لکھی جو سائل کے بھی وہم وگمان میں نہ تھی۔سائل کو اس قانون کے متعلق علم نہ تھا کہ سرکاری ملازم کو NGO چلانے کے لئے محکمہ سے NOC لینا ضروری ہے یا یہ کہ سرکاری ملازم

کے متعلق پوچھتے رہے۔ خصوصاً 161 اور 164 کے متعلق اور سرکاری غیر حاضر ملازم کو سات دن کے اندر شوکاز نوٹس جاری کرنے والے قانون کی جب سائل نے بات کی تو عادل خان صاحب نے اِس کی تصدیق کی مگر چونکہ یہ ڈکٹیشن سائل کے حق میں جاتی تھی اِس لئے وہاں اِس بات کو اُس نے کوئی اہمیت نہ دی۔

یہ تمام باتیں جو انکوائری افسر نے قانونی طور پر یا قانون کے حوالہ جات اپنی انکوائری رپورٹ میں ذکر کیے سٹاف نے اِس بات کی سائل کے سامنے تصدیق کی اور گواہی دینے کا یقین دلایا کہ انکوائری عادل خان صاحب کے ہاتھوں کی لکھی ہوئی ہے ورنہ انکوائری افسر پشمان ہو کر سائل کے سامنے کسی کو سرگوشی کر رہا تھا کہ یہ تو وکیل ہے۔

بہر حال جب اُس نے شاہنواز کے حق میں بات کی تو سائل نے کہا کہ آپ ہمیشہ مجھے ہی ٹارگٹ کرتے ہیں آپ کو کسی نہ کسی کو تو قربانی کا بکرہ بنانا پڑے گا اِس پر وہ تینوں یعنی انکوائری افسر عادل صاحب اور DO صاحب سوچ میں پڑھ گئے اور سناٹا چھا گیا۔ پھر عادل صاحب نے پشتو میں انکوائری افسر سے کہا ''بس شاہنواز اور (چوکیدار) غلام رسول (اِس نے) فارغ کر دیے ہیں'' اور یہ بات وہ بار بار کہنے لگے۔

بہر حال جب اگلی پیشی پر سب کو اکٹھا بٹھایا گیا اور عادل صاحب اُس روز موجود نہ تھے تو انکوائری افسر اپنے رویے سے یہ ظاہر کرنے لگا کہ وہ شاہنواز کو بھی ضرور پکڑ میں لائے گا اور سائل پر یہ ظاہر کر رہا تھا کہ اگر سائل کے سوالات درمیان میں حائل نہ ہوتے تو وہ شاہنواز سے بڑے سخت سوالات کرتا اُس نے سائل سے یہ بھی کہا کہ ابھی تو آپ مجھے اپنا دشمن سمجھ رہے ہیں لیکن جب میں شاہنواز وغیرہ سے سوالات کروں گا تو پھر آپ مجھے ان کا دشمن سمجھیں گے لیکن اُس نے وعدہ خلافی کی اور شاہنواز کے اس وقوعہ کو نہ روکنے سے متعلق اُس نے از خود ہی دفاعی مئوقف اختیار کیا کہ شاہنواز کہتا ہے کہ میں نے اِسے اِس لئے نہیں روکا کہ میں اِس سے اپنا دفاع کرنا چاہتا تھا کہ بعد میں یہ میرے ساتھ دشمنی نہ کرے حالانکہ وقوعہ کو روکنے کی نسبت اِس طرح مقدمہ میں سائل کو ذلیل وخوار کرنا، تکالیف پہنچانا اور اِس کے وسائل کا نقصان کرنا منطقی طور پر زیادہ دشمنی کا باعث ہے لیکن انکوائری افسر نے سائل کو اُس سے یہ سوال نہ کرنے دیا اور کہا کہ یہ بات میں خود پوچھ لوں گا لیکن پھر وعدہ خلافی کی۔ نیز سائل کیخلاف دعویٰ کی بنیادیں بھی منہدم ہو گئی کہ پہلے یہ لوگ کہتے تھے کہ اِس کے سابقہ مشکوک کردار اور غلط حرکات کے باعث ہم نے اِس کی بھرتی کی بھی مخالفت کی اور خصوصاً جب کلیم سے ہمیں اِس کے ارادہ کا پتہ چلا تو ہم نے اِس پر خصوصی نظر رکھی اور وقوعہ کی ویڈیو بنالی لیکن اب شاہنواز سمیت سب نے کہا کہ ایسی کوئی بات نہ تھی حالات بالکل معمول کے مطابق تھے اور ہمیں یہ یقین ہی نہیں آرہا تھا کہ سائل ایسا کام بھی کر سکتا ہے۔ لہذا ہم نے اِس کی کوئی تلاشی بھی نہ لی۔ چنانچہ منطقی طور پر اگر سائل کی کوئی دشمنی کسی سے نہ تھی اور سائل پہلی مرتبہ یہ مبینہ طور پر غلط کام کر رہا تھا تو چاہیے تو یہ تھا کہ اِسے روک کر نصیحت کی جاتی اور تنبیہ کی جاتی کہ آئندہ ایسا نہ کرنا مگر مذکورہ نام نہاد ویڈیو بغیر پہلے سے طے شدہ منصوبہ اور دشمنی کے نہیں بن سکتی تھی جس کا مقصد صرف سائل کو پھنسانا تھا۔

سائل جب شاہنواز پر جرح کرنے لگا تو انکوائری افسر اپنے کلرک کو یہ کہہ کر اُٹھ گیا کہ جیسا یہ کہتا ہے یو جو یہ پوچھتا ہے وہ اور اس کے جوابات لکھتے جاؤ اور اُس نے ہر ایک کو الگ الگ موقع دینے کے بجائے سب کی یکساں سٹیٹمنٹ ریکارڈ کرنی شروع کر دی تھی مگر جب شاہنواز کے بیان کی باری تھی تو سائل کو کچھ سوالات کا موقع دیا مگر ابھی سوالات مکمل نہ ہو پائے تھے کہ پہلے ہی آکر شور مچانا شروع کر دیا کہ ہم صبح سے اِس کی آواز سن رہے ہیں۔ سوالات پوچھنا صرف میرا حق ہے اور عدالت نے صرف اتنا کہا کہ اِسے سامنے بٹھا کر سوالات اِس کے سامنے پوچھیں یہ نہیں کہا کہ اِسے بھی سوالات پوچھنے دیں حالانکہ یہ کسی بھی ملزم کا حق ہوتا ہے کہ وہ گواہ کی بدنیتی کو سامنے لائے اور یہ واضح کرے کے گواہ اِس کے خلاف گواہی کیوں دے رہا ہے اور ضابطہ دیوانی میں

تمام مسلمہ جرائم کے باوجود باعزت ریٹائر ہو رہا ہے جسے روک کر ملازمت سے معطل کرتے ہوئے ریٹائرمنٹ سے محروم کیا جائے؟ کیا اُس 300 صفحات کی درخواست میں 1998 کی امتحانات نہ ہونے جیسے مذکورہ بالا حقائق کا ذکر نہیں تھا؟ اور وہ جو یہ کہتا ہے کہ اِسی 300 صفحات جس کی نقول فلاں فلاں کو بھیجی گئیں پر مشتمل درخواست کے نتیجہ میں ہی 2016 میں ریاض الحق ثانی کو انکوائری افسر مقرر کیا گیا تھا تو کیا اُسی درخواست میں ریاض الحق ثانی کا سابقہ منفی کردار اور بھیانک چہرہ بے نقاب نہیں کیا گیا؟ اور مذکورہ زہر والے معاملات کے حوالے سے محکمہ کی مزید شرمندگی اور رسوائی کی پیشن گوئی نہیں کی گئی تھی جو بعد میں پوری ہوئی؟

بہر حال اِن لوگوں کی ہمیشہ یہی کوشش رہی کہ سائل کی بات کو کسی کو سننے ہی نہ دیا جائے۔ چنانچہ 2002 میں سائل کو پاگل قرار دے دیا گیا کیوں کہ اُس وقت مذکورہ زہر والا ایشو ان کے پاس نہ تھا۔ بعدازاں یہ مشہور کیا گیا کہ سائل سب کچھ اپنی شادی کے لئے کر رہا ہے پھر سائل پر بے جا درخواست بازی کا الزام لگایا جانے لگا اور پھر بلآخر سائل پر مورخہ 26-11-2014 کو مذکورہ زہر والا مقدمہ بنا دیا گیا جس سے سائل کی بریت کے بعد بھی سائل کی جان نہیں چھوٹ رہی اور جن جن بنیادوں پر سائل کو بری کیا گیا اُن میں سے ایک ایک بنیاد پر بڑے بڑے ملزمان سپریم کورٹ بلکہ عالمی عدالتوں تک سے باعزت بری ہو جاتے ہیں اور بڑے بڑے قاتل چھوٹ جاتے ہیں۔ فرعون جو کہ خُدائی کا دعویدار اور سینکڑوں بچوں کا قاتل تھا جب اُس کے پاس بھی اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰؑ کو پیغمبر بنا کر بھیجا تو فرمایا کہ ''اُس سے نرمی سے بات کرنا، شاید وہ غور کرے یا پاک ہو'' لیکن محکمہ سماجی بہبود وخصوصی تعلیم جس کا دعویٰ اور کام ہی خصوصاً یہ ہے کہ یہ بُرے افراد کو بھی اچھا بنائے لیکن آپ لوگ بدقسمتی سے سائل کو بُرا ثابت کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ نیز سائل کی بار بار باتوں کو دہرانے کی عادت نہیں لہٰذا اُن باتوں کو نہیں دہرانا چاہتا جو سابقہ تحاریر میں بیان ہوئیں اور یہ کہنا چاہتا ہوں کہ گزشتہ دنوں جو درخواست ڈی پی او ایبٹ کو لکھ کر دیگر حکام کو کاپی کی اُس کا بھی غصہ آپ نے سائل پر نکالا کہ سائل آپ کے اداروں کی ناکامی اور آپ کی بدعنوانیوں پر بات کیوں کرتا ہے۔ چنانچہ بڑے بڑے جرائم کو چھوڑ کر آپ صرف سائل کے پیچھے ہی پڑے ہوئے ہیں اور جس انکوائری کو پہلے آپ نے دبا رکھا تھا اب بلیک میلنگ کے ذریعے پھر اُس کا سہارا لیا گیا۔

کلیم ولد دوست محمد جس کے بیان سے ساری کہانی شروع ہوئی تھی کہ سائل نے اُس سے زہر مانگا اور اُس نے مخبری کر کے عبدالرشید صاحب کو بتایا جنہوں نے شاہنواز کو سائل پر نظر رکھنے کو کہا جس نے بلآخر سائل کی ویڈیو بنالی لیکن کلیم کا بیان حسب سابق پھر نہیں ہوا اور سابقہ تفتیش وانکوائری رپورٹس میں جو غلطیاں تھیں وہی دوبارہ دہرائی گئیں۔ نیز انکوائری افسر کی رخصتی کے وقت علی زمان صاحب نے کہا کہ ابھی تو بڑے بڑے گواہ باقی ہیں جیسا کہ شکیل وغیرہ لہٰذا انکوائری افسر کا یہ کہنا سراسر غلط ہے کہ تمام متعلقہ افراد کے بیانات قلم بند کیے گیا چوکیداران متعلقہ افراد نہ تھے؟

سائل نے پہلے دن جب انکوائری افسر سے شاہنواز کے متعلق بات کی اور جناب والا جس پولیس کی آپ بات کرتے ہیں اُس کے تفتیشی افسر ASI انور صاحب نے عدالت میں یہ بیان بھی دیا کہ شاہنواز اگر چاہتا تو اس وقوعہ کو روک سکتا تھا لہٰذا وکیل نے سائل کو تفتیشی افسر سے یہ نہ پوچھنے دیا کہ پھر آپ نے شاہنواز کو گرفتار کیوں نہ کیا؟ نیز جیسا کہ سائل نے چارج شیٹ کے جواب میں یہ بھی عرض کیا تھا کہ وکیل ناصر مشتاق کے بقول مشال قتل کیس میں پچیس بندوں کو صرف اس وجہ سے سزا ہوگئی تھی کہ وہ واقعہ کو روکنے کے بجائے ویڈیو بناتے رہے۔

انکوائری افسر نے شاہنواز کو بچانے کی بڑی کوشش کی اور کہا کہ ''وہ تو دعویٰ معاف گواہ بھی بن سکتا ہے'' سائل کو پہلے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ ''دعویٰ معاف گواہ'' کا لفظ بول کر کیا کہنا چاہ رہے ہیں؟ بعد میں سمجھ آئی کہ موصوف ''وعدہ معاف'' کو ''دعویٰ معاف'' کہہ رہے تھے اور اُنہیں قانون کی ذرا بھی سمجھ نہ تھی وہ بار بار سائل سے مختلف قوانین مثلاً ضابطہ فوجداری اور ضابطہ دیوانی

سزا اِس کے ریکارڈ اور کیریئر کی خرابی کی صورت میں ہرگز نہ ملتی اور نہ ہی سائل کے خلاف کوئی انکوائری وغیرہ ہوتی بلکہ یہ گھٹیا انکوائری افسران خود اپنے انجام سے دوچار ہو چکے ہوتے مگر ایک انکوائری افسر ریاض الحق ثانی کو تو آپ پہلے ہی باعزت طور پر دیگر لوگوں کی طرح ریٹائر کر چکے ہیں اور قسمت خان کو بھی اور اب یہ موجودہ انکوائری افسر بھی باعزت ریٹائر ہو جائے گا کیوں کہ سائل کے خلاف جو کچھ بھی ہو رہا ہے اِسے آپ کی / حکومتی شہ حاصل ہے۔ یہ آپ افسران کی نااہلی کا نتیجہ ہے کہ آپ نے اپنے ماتحت سرکاری ملازمین کی تنظیم سازی پر چشم پوشی کرتے ہوئے اِن کی پشت پناہی کی اور اتنے طاقتور ہو گئے کہ اِن کی رسائی براہ راست حکومتی وزراء اور اراکین قومی وصوبائی اسمبلی بلکہ صدور اور وزراء اعظم تک بھی ہو جاتی ہے اور ذرائع ابلاغ بھی ان کی مُٹھی میں ہوتے ہیں۔ چنانچہ یہ لوگ افسران کے مقابلہ میں متوازی طور پر طاقت ور ہو کر ایک نیام میں دو تلواروں اور ایک جنگل میں دو شیر والی باتوں کو بھی عبور کرتے ہوئے اُن سے بھی زیادہ طاقت ور ہو جاتے ہیں یہ سڑکیں بھی بند کر کے ذرائع ابلاغ اور عوام کی توجہ اور ہمدردیاں حاصل کر لیتے ہیں مگر ان کی ہمدردیوں پر تو آپ کوئی اعتراض نہیں کرتے جو **ریاستی اداروں کے لیے شدید تباہ کن ہیں** بلکہ آپ خود قانون کی گرفت سے بچنے کے لئے سائل کے خلاف حکام بالا کی ہمدردیاں حاصل کر رہے ہیں اور اپنے خلاف سنگین شکایات سے اُن کی توجہ ہٹانے کے لئے زہر والے معاملہ کو سائل کے خلاف اِس قدر اُچھالتے ہیں کہ کوئی اور بات کہ ہی نہ جا سکے اور الزام سائل پر عائد کرتے ہیں کہ یہ حکام بالا کی ناجائز ہمدردیاں حاصل کرتا ہے۔ جناب والا! بتایا جائے کہ سائل نے اگر ہمدردی حاصل کرنی ہوتی تو دیگر معذور افراد کے برعکس یہ مئوقف اختیار کیوں نہ کیا کہ میں معذور ہونے کی بنا پر یہ کام نہیں کر سکتا؟ بلکہ اپنے وکلاء بالخصوص ناصر مشتاق کی ناراضگی بھی مول لی اور جب اُنہوں نے سائل کی جانب سے عدالت میں دیے گئے آخری بیان کا وہ حصہ پڑھا کہ سائل کو اس بات کی نہایت خوشی ہے کہ دیگر معذور افراد کے برعکس نابینا ہونے کے باوجود بھی اس کا ٹرائل ہو رہا ہے جو اِس امر کا غماز ہے کہ نابینا بھی کوئی جرم کر سکتا ہے وگرنہ یہ لوگ اس بات کی عار لے کر بچ جایا کرتے تھے کہ ہم اپنی معذوری کے باعث کوئی جرم نہیں کر سکتے حالانکہ خود اِنہی کا یہ کہنا ہے کہ ہمیں بے چارہ نہ کہا جائے بلکہ دوسرے افراد کی طرح برتاؤ کرتے ہوئے ہمیں اُن کے شانہ بشانہ چلایا جائے مگر ہماری 21 ویں صدی کی ریاست پاکستان کا چوتھا ستون یعنی میڈیا بھی اِس بات کی مذمت کرتا ہوا نظر آیا کہ نابینا افراد کے ساتھ نارمل برتاؤ کرتے ہوئے سڑکیں بند کرنے اور شدید پتھراؤ کے باوجود اِن پر لاٹھی چارج کیوں کیا گیا؟ جن اَن پڑھ اور جاہل افراد کی سائل نے نشاندہی کی کہ یہ کس طرح غلط طریقوں سے اعلیٰ تعلیمی اسناد اور بھاری تنخواہوں اور سکیلز کی حامل ملازمتیں حاصل کر کے کس قدر ریاست اور ریاستی اداروں کے لئے بوجھ اور مشکلات مسائل کا باعث ہیں؟ مگر ARY جیسے گھٹیا چینل کے پروگرام 'سرِ عام' اور "جرم بولتا ہے" میں بھی اپنا ڈیٹا میل کیا لیکن ان گھٹیا لوگوں کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی۔

ہمارے ریاست کا تیسرا ستون یعنی عدلیہ بھی ہمیشہ سائل کے برعکس بہانے بنا کر ان لوگوں کو بچاتی ہوئی نظر آئی اور آج تک نہیں سنا گیا کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں کسی نابینا / معذور کو بھی کسی جرم پر سزا ہوئی۔ اِس پر ناصر مشتاق سائل پر شدید برہم ہو گیا اور سائل نے بھی عدالت میں احتجاج کرتے ہوئے جج صاحب کی توجہ اس طرف مبذول کروائی کہ پہلے ہی ٹرائل ساء کی مرضی کے مطابق نہ ہوا اور اب آخری بیان بھی سائل کو اپنی مرضی سے نہیں دینے دیا جا رہا۔ جج صاحب کہا کہ یہ آپ کے وکیل ہیں میں کیا کر سکتا ہوں۔ حالانکہ اگر طالبان، داعش یا القاعدہ کی حکومت ہوتی تو شاید سائل کو ایسے وکلاء پر انحصار کرنے پر مجبور ہی نہ کیا جاتا۔ لہٰذا ہر طرف سے ریاست مخالف جزبات کو بڑکایا جا رہا ہے اور اگر ہم نے دوسروں کے برابر نہیں ہونا تھا تو پھر اِس نظام سے تو وہ نظام بہتر تھا جسے دہشتگردانہ اور انتہاپسندانہ نظام کہا جاتا ہے۔

ٹیلیفون کال ہے جب کہ کل مورخہ 14-04-2021 یکم رمضان جب سائل درخواست ہذا یعنی اظہار وجوہ نوٹس کا جواب کچہریوں سے کمپوز کروارہا تھا تو ایاز صاحب درجہ چہارم ملازم سردار شاہنواز احمد ولد محمد ریاض ورک شاپ اٹینڈنٹ ادارہ ہذا اپنے بھانجے کو بھیج کر سائل سے برائے دفتری ریکارڈ اضافی نقول وصول کیں اور بصد شکری وصولی بھی ڈال کردی جو کہ پہلے کی نسبت اب دفتر ہذا کے رویہ میں یہ مثبت تبدیلی بھی آئی ہے کہ اب وصولی کر کے سائل کو فوٹو کاپی پر بطور ثبوت دے دی جاتی ہے یوں سائل کا ڈاک کا خرچ کچھ کم ہو جاتا ہے اور نابینا افراد کو جو ڈاک خرچ سے قانوناً استثناء حاصل ہے اُس کے لئے تنظیم کی مہر بھی لفافوں پر ثبط کر کے نہیں دی جاتی۔ بہر حال جناب والا! کیا گاڑی چوری / گمشدگی کے متعلق سائل نے جو حقائق بیان کئے کیا اُن کے بعد بھی آپ سائل کو جھوٹا درخواست گزار، بے بنیاد اور بنا ثبوت باتیں کرنے والا، عادی مجرم اور شرارتی قرار دیں گے؟

جج ارشاد صاحب سابق ایڈیشنل سیشن جج ایبٹ آباد جو کہ سائل کے خلاف انتہائی غم وغصہ او بغض وعناد سے بھرے ہوئے تھے جب ہائی کورٹ سے سیشن کورٹ کے عملہ وسابق ججز کی باز پُرس ہوئی تو ارشاد صاحب نے سائل کے خلاف اِس طرح کا بے بنیاد جواب لکھ دیا تھا کہ ایسی ہی شرارتی سرگرمیوں کی بنا پر سائل کو ملازمت سے بھی برطرف کیا گیا ہے اور اس نے وہاں پانی کے کولر میں زہر ملایا اور حسب ضابطہ اور باقاعدہ تفتیش کے بعد یہ قصوروار پایا گیا لیکن جب ٹرائل آگے چلا تو جج ارشاد صاحب کی یہ باتیں سراسر غلط ثابت ہوئیں اور جب پشاور ہائی کورٹ پشاور کے ڈائریکٹوریٹ برائے انسانی حقوق کی جانب سے اُن سے جواب طلبی کا لیٹر اُنہیں موصول ہوا تو وہ بار بار گوگل کھلوا کر مختلف عنوانات کے تحت کچھ تلاش کرواتے رہے اور بلآخر سارے دن کی چھان بین کے بعد یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ میں نے بہت تلاش کیا مگر مجھے اِس کے خلاف کوئی چیز نہ ملی اور جو ہائی کورٹ کو اُنہوں نے جواب دیا وہ بھی بعد ازاں غلط ثابت ہوا۔ جناب والا! جب ججز کا یہ حال ہے تو آپ کی کیا اوقات ہے کہ آپ سائل کو غلط ثابت کرسکیں؟ اللہ میرا حامی و مددگار ہے۔

مدعی لاکھ بُرا چاہے مگر کیا ہوتا ہے وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے۔

جناب والا! جہاں تک سابقہ ایڈیشنل سیشن جج III کے خلاف سائل کی درخواست کے نتیجہ میں انکوائری کا تعلق ہے تو یہ امر یہ ظاہر کرتا ہے کہ عدالتوں کا نظام پھر بھی قدرِ بہتر ہے ورنہ سائل کا کوئی ذاتی کمال نہیں۔ ایک تو جج صاحبان کا اخلاقی معیار آپ جیسے گھٹیا افسران سے بہت بلند ہوتا ہے اور دوئم یہ کہ عدالتی انکوائری کا معیار آپ کے گھٹیا معیار سے بہت بلند ہے وہاں خصوصاً ججز صاحبان کے روسٹرم پر کیمرہ لگا ہوتا ہے اور ایک ایک بات نوٹ کی جاتی ہے جس کی وجہ سے ججز صاحبان کے خلاف اگر کوئی ٹھوس درخواست چلی جائے تو وہ اُن باتوں کا انکار نہیں کرسکتے۔ بدیں وجہ جج شہناز خٹک صاحبہ اور جج ریاض احمد خان صاحب ایڈیشنل سیشن جج II ایبٹ آباد کے خلاف سائل کی درخواستوں پر انکوائریاں ہوئیں اور جج ریاض صاحب کی ایک خامی یہ بھی تھی کہ وہ کاغذات و کو مکمل طور پر پڑھتے نہیں تھے جس بنا پر بھی اُنہیں خمیازہ بھگتنا پڑا۔ نیز صاحبزادہ شمس الرحمان جیسے سائل کی جانب سے بار بار سنگین شکایات میں نامزد ملزم کے ناقابل ضمانت وارنٹس کے باوجود اُسے اُنہوں نے چھوڑ دیا جسے قبل ازیں وہ خود ہتھکڑیوں میں زندہ یا مردہ گرفتار کر کے لانے کا حکم صادر فرما چکے تھے اور عدالتی وقت ضائع ہونے کا جرم استغاثہ پر واضح اور بغیر جرم ثابے کیے ایک نابینا کو بلا وجہ تین سال تک اذیتیں پہنچا کر عدالتوں میں باقاعدگی سے پیش ہونے پر مجبور کیا جاتا جبکہ وہ خود پیش نہ ہوتے۔ جج صاحب نے انہیں تمبیہ کرتے ہوئے کہا کہ "خُدا کی لاٹھی بے آواز ہوتی ہے" مگر اگلی تاریخ پر سائل کے مخالفین کے دباؤ اور اثر و رسوخ کو قبول کرتے ہوئے سائل کے خلاف بلا وجہ منفی ریمارکس دینے اور قبل از وقت سزا کی باتیں شروع کردی تھیں۔

اگر مذکورہ بالا معیار آپ کا بھی ہوتا تو سائل کو موجودہ مشکلات و مسائل سے دوچار نہ ہونا پڑتا اور ریاست سے وفاداری کی

فوجداری مقدمہ کے فیصلہ کا انتظار کریں گے کیوں کہ سائل کو پھنسانے کی اور کوئی صورت نظر نہیں آرہی تھی اور سائل کو یہ اُمید بھی دلائی گئی کہ مقدمہ سے بری ہونے کے بعد عدالت سائل کو مزید ریلیف بھی فراہم کرے گی اور ہر تاریخ پر مزید کوئی کاروائی کیے فوجداری مقدمہ کی آیندہ تاریخ اور مقدمہ کے سٹیٹس کے متعلق پوچھا جاتا لیکن جب سائل نے مقدمہ کا فیصلہ بھی ٹریبونل میں پیش کر دیا تو اب یہ کہا جا رہا ہے کہ سروس ٹریبونل جو سیشن کورٹ سے بڑی عدالت اور ہائی کورٹ کے برابر ہے جس کے خلاف صرف سپریم کورٹ سے بھی رجوع کیا جا سکتا ہے اس نے ایک انوکھا کام کرتے ہوئے پہلی مرتبہ یہ مثال قائم کر دی کہ بینا لوگوں کا تو شک کا فائدہ حاصل کرنے کا حق ہے لیکن نابینا سائل کو ہرگز نہیں اور دوبارہ سے انکوائری کی جائے جو کہ بحالی کے بغیر انکوائری ممکن نہ تھی لہذا محکمانہ کاروائی کے لئے مجبوراً سائل کو بحال کرنا پڑا اور سائل نے اپنے دفاع میں آخری تاریخ مورخہ 23-10-2020ء کو جو ثبوت پیش کیے اُن کا معائنہ کرنے کے لئے بھی خاصہ وقت درکار تھا مگر فیصلہ پر مورخہ 23-01-2020ء کی تاریخ ہی درج ہے اور آخری سماعت پر جج صاحبان آپس میں سرگوشیاں کرنے لگے کے "دستیاب ریکارڈ سے تو اس بندے پر کوئی چیز ثابت ہی نہیں ہوتی چلو ہمیں کیا ہم بحال کر دیتے ہیں اور نئی انکوائری کا حکم دے دیتے ہیں ہمارا کیا ہے؟" حالانکہ سروس ٹریبونل عموماً ملازمین کی حمایت کیا کرتا ہے اور جیسا کہ درخواست گزشتہ برخلاف علی زمان صاحب و دیگر کے مطالعہ سے بھی آپ انشاء اللہ اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ سابق سپرنٹنڈنٹ قسمت خان صاحب کو گاڑی چوری / گمشدگی کیس میں اِس طرح ٹریبونل ہذا نے ناجائز ریلیف دیا مگر مذکورہ بالا بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ جج صاحبان سائل کو پھنسانے کے لئے پرعزم تھے مگر آج سائل کو یہ الزام اور طعنے دیے جاتے ہیں کہ سائل اپنے تمام تر گھناؤنے جرائم کے باوجود صرف اپنی نابینائی کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے محض ہمدردیاں لے کر مقدمہ سے بری اور ملازمت پر بحال ہوا۔

جناب والا! علاوہ من جملہ باتوں کے سائل یہ سوال پوچھنا چاہتا ہے کہ سائل اگر نابینا تھا تو مذکورہ قسمت خان کو نابینا نہیں تھا وہ آپ سے مقدمہ جیتنے میں کامیاب کیونکر ہو گیا کیا یہ آپ اور آپ کے وکلاء کی ملی بھگت و نااہلی نہ تھی؟ کاش مجھے اِس بابت مکمل تفصیلات سے آگاہ ہونے کا موقع دیا جاتا اور سائل نے Right To Information ایکٹ کے تحت جو گاڑی کے حوالے سے مقدمات کی مکمل فائل کا تقاضہ کیا تھا اور چونکہ سائل کی درخواست براہ راست وصول نہ کرنے کا رواج تھا جس کے باعث سائل کو خواہ مخواہ ڈاک کا خرچہ بھی اُٹھانا پڑتا تھا مگر سائل نے اس بابت جو فائل / ریکارڈ کے حصول کے لئے بذریعہ ڈاک درخواست ارسال کی تھی اِسے بھی دبا دیا گیا اور درخواست کی وصولی سے ہی انکار کر دیا گیا اور عادل صاحب سے جب اس بابت پوچھا گیا تو اُن کا برتاؤ ایسا تھا کہ گویا سائل کو کوئی سوال پوچھنے کا حق ہی نہیں اور مذکورہ عادل صاحب بھی RTI کو نہیں مانتے حالانکہ وہ خود کو بڑا قانون دان سمجھتے ہیں۔ چنانچہ جب اُنہوں نے بدمعاشی کی اور کہا کہ مجھے مجبور نہ کرو کہ میں تمہارے خلاف کوئی رپورٹ لکھوں بس چپ کر کے نوکری کیے جاؤ اور تنخواہ لیے جاؤ ورنہ.................. جس پر سائل نے چیف انفارمیشن کمیشن خیبر پختونخواہ پشاور بذریعہ ای میل درخواست گزاری کہ سائل نے مذکورہ معلومات کے لئے دفتر ہذا سے رجوع کیا مگر اس کے ساتھ یہ سلوک کیا گیا۔ دریں اثنا سائل کے خلاف منفی رپورٹ کی دھمکی دینے والے عادل صاحب اللہ کے فضل و کرم سے یہاں سے ٹرانسفر ہو گئے اور مادام شمشاد صاحبہ نے بلآخر ایک نامکمل فائل جو کہ 53 صفحات پر مشتمل تھی اور جس میں کئی کئی مرتبہ ایک ایک صفحہ بار بار آجاتا مگر نمبرنگ تبدیل شدہ تھی اور جس میں صرف FIR اور قسمت خان کے چند خطوط اور اِن کے خلاف کی گئی محکمانہ کاروائی کی کچھ تفصیل تھی اِس پر سائل نے درخواست مذکورہ جو 75 صفحات پر مشتمل تھی 6 اپریل کو دفتر میں جمع کروائی جس کو فارورڈ کرنے کا بار بھی سائل پر ڈالتے ہوئے دفتر کے بجائے سائل ہی کو نقول کا خرچہ اُٹھانے پر مجبور کیا گیا جس کا ثبوت ایک تو ایاز صاحب کی جانب سے کی گئی

سائل کا مئوقف یہاں سے بتانا شروع کیا کہ اِس کے وکلاء کا یہ کہنا تھا کہ سائل کے خلاف محکمہ کی جانب سے پیش کردہ ثبوت اور مواد انتہائی مشکوک ہے اور اُنہوں نے اپنے تفصیلی فیصلہ میں ایک ایک ثبوت پر بحث کی کہ فلاں فلاں چیز انتہائی مشکوک اور مبنی پر بدنیتی ہے لیکن یہاں تو آپ خود کو ملزم و مجرم نہیں کرداننتے اور سائل کو شک کا فائدہ ملنے پر آپ کو انتہائی تکلیف و تفتیش ہے۔ جناب والا! ARY ٹی وی کے ایک مارننگ شو جس کی میزبان محترمہ صنم بلوچ تھیں میں ایک سینئر وکیل جو کہ ضابطہ فوجداری کے بیان زیرِ دفعہ 161 اور زیرِ دفعہ 164 کے بارے میں بتا رہے تھے کہ روبرو پولیس زیرِ حراست زیرِ دفعہ 161 کے اعترافی بیان کی کوئی قانونی حیثیت نہیں اور زیرِ دفعہ 164 روبرو مجسٹریٹ کے بیان کی حیثیت و اہمیت ہے لیکن اِس پر بھی ایک شخص سپریم کورٹ سے اِس بنا پر بری ہوگیا کہ مجسٹریٹ نے اُس کے بیان کے بعد جیل بھجواتے ہوئے یہ نہیں بتایا تھا کہ آیا اُسے جیل بھجوایا جا رہا ہے یا دوبارہ حوالات؟ لہٰذا اُس نے ڈر کر بیان دیا اور جیسا کہ سائل نے اپنے 300 صفحات پر مشتمل رُوداد میں بھی یہ عرض کیا تھا کہ پہلے تو یہ بتایا جا رہا تھا کہ سائل کو مجسٹریٹ پر پیشی کے بعد جیل بھجوایا جائے گا لیکن بعد ازاں یہ واضح نہ ہوسکا اور بار بار جب جج صاحب سے پوچھا جا رہا تھا کہ اِس کا کیا کرنا ہے؟ تو وہ کچھ سوچ میں پڑھ گئے اور اُنہوں نے آہستہ سے کچھ فرمایا جس کی کچھ سمجھ نہ آئی اور سائل کو باہر لے جا کر گاڑی میں بٹھا دیا گیا۔ عموماً تو یہ ہوتا ہے کہ مجسٹریٹ صاحب ملزم کو بڑے پیار سے تسلی دیتے ہوئے اپنے کمرے میں جا کر بیٹھنے اور چائے پینے کو کہتے ہیں مگر بعد ازاں حیرت انگیز طور پر جج صاحب کے چیمبر میں لے جانے کے بجائے سائل کو جیل بھجوانے کے لئے پولیس کی گاڑی میں بٹھا دیا گیا اور 164 کا بیان سرے سے ہوا ہی نہیں۔

بعد ازاں جج صاحب کی بریت پر کی گئی باتوں کے بعد سائل نے گھر واپس آتے ہوئے راستہ میں ایک مزار پر حاضری دی اور وہاں مدفون اولیاء کرام کے علاوہ اُن کے وسیلہ جمیلہ سے اپنے حق میں دعا کی اور اللہ تعالیٰ غیر ذمہ دارانہ رویے سے پناہ مانگتے ہوئے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ سائل کو مخلوق کے لئے مضر نہیں بلکہ مفید بنائے اور گھر واپس آ کر بھی خصوصی نوافل اور سجدہ شکر بجالایا اور اپنے محسن جج صاحب کے لئے بھی خصوصی دعائیں کیں لیکن کرپشن کے معاملہ میں چاہے محسنہ شمشاد صاحبہ ہوں یا کوئی جج صاحب سائل نہ تو قانون کی عدالت میں اور نہ ہی اللہ کی عدالت میں اِن کے ساتھ کسی رو رعایت کا قائل ہے۔

☆ یہ کہ بعد ازاں سائل جسے نہ تو خود اپنی بریت کا یقین آ رہا تھا اور نہ کسی اور کو اور سروس ٹریبونل پر بھی اتنا دباؤ تھا کہ وہ ٹال مٹول کرتا رہا حالانکہ سائل کا مقدمہ وہاں نہایت واضح تھا کہ عدالت میں جب کیس چل رہا تھا تو اِس فیصلہ کے انتظار کیے بغیر ہی سائل کو ملازمت سے برخاست کر دیا گیا اور اگر محکمانہ کاروائی کرنی ہی تھی تو جیسا کہ سائل کو مورخہ 07-02-2015ء کو معطل کیا گیا تو بعد از معطلی 90 یوم کے اندر محکمہ کو اپنی انکوائری مکمل کر لینی چاہیے تھی اور عدم تکمیل کی صورت میں 30 یوم کے اندر معطلی میں توسیع کرنی چاہیے تھی جو نہ ہونے کے باعث حسبِ ضابطہ سائل ملازمت پر خود بخود بعد از معطلی بحال ہو چکا تھا جو ابِ عدالتی فیصلہ کا انتظار کرنا چاہیے تھا جو اِس کے خلاف آنے کی صورت میں محکمہ اگرچہ سائل کو برطرف یا برخاست کرنے کا حق رکھتا تھا مگر اِس صورت میں سائل اپیل میں چلا جاتا اور محکمہ کے خلاف فیصلہ آنے کی صورت میں یہ اپیل میں جاتے اور پاکستان کا جس طرح کا نظامِ عدل و انصاف ہے سال ہا سال تک مقدمات چلتے رہتے ہیں اِس صورت میں سائل کو صرف معطل ہی رکھا جا سکتا تھا اور سائل اپنی پوری تنخواہ لینے کا حقدار تھا نہ کہ سائل کو برطرف یا برخاست کیا جاتا لیکن خلاف قانون اور خلافِ حقائق نام نہاد انکوائری حسب معمول کر کے سائل کو ملازمت سے برخاست کر دیا گیا تو سروس ٹریبونل کو چاہیے تھا کہ وہ اِن حقائق کی روشنی میں سائل کو کم از کم عارضی طور پر ہی ملازمت پر بحال کر دیتا۔ آخر سائل کی بھی تو بشری ضروریات تھیں مگر ریاست پاکستان کے ساتھ وفاداری اور اخلاص کا سائل کو یہ صلہ دیا گیا کہ سروس ٹریبونل کے بینچ جسے ''معزز بینچ'' کہتے ہوئے بھی بڑا افسوس ہوتا ہے نے کہا کہ پہلے ہم

تعاون نہیں کرے گا جیسا کہ جب اِن کے ہاتھ میں ہمارے معاملہ ہوتا ہے تو یہ خصوصاً رشتہ کے معاملہ میں بہت نخری کرتی اور ہمیں بہت زیادہ تنگ کرتی ہیں تو جو معاملہ ہمارے ہاتھ میں ہو جب تک ہم اِن ہیں تنگ نہیں کریں گے تو انہیں احساس نہیں ہوگا۔ یہ کہنا غلط ہے کہ عورت صنفِ نازک ہونے، اپنے اندر ایک ماں کا نرم ونازک اور ماؤں اور بہنوں کا نرم ونازک اور محبت بھرا دل رکھتے ہوئے ایثار و قربانی کا جذبہ رکھتی ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ٹیڑھی پسلی کی پیدائش یہ پاکستانی عورت انتہائی گھٹیا اور کمینی ہے۔ خصوصاً آج کی پڑھی لکھی اور ماڈرن عورت لیکن سائل اب یتیموں کے ساتھ الحمد وللہ پہلے سے بھی اچھا ہو گیا ہے اور سورۃ فجر کی وہ آیات جو پہلے سائل کو سمجھ نہیں آتی تھیں اب سمجھ آنے لگیں:

''تو بہر حال انسان (بھی ایسی عجیب مخلوق ہے کہ) جب اُس کا رب اُسے آزماتا ہے تو اُسے عزت دیتا اور اُس پر انعام کرتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے عزت دی اور بہر حال جب اُسے آزماتا ہے کہ اُس کے رزق میں تنگی کرتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میرے رب نے میری اہانت کی۔

ہر گز نہیں بلکہ تم یتیم کی عزت نہیں کرتے اور مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتے۔''

سائل کو اپنے اندر یہ تھوڑی سی کمی محسوس ہوئی تھی اور سائل نے ایاز صاحب کے ریفر کرنے پر ایک اور دیگ سید احمد شہید سپیشل ایجوکیشن سنٹر کے سامنے واقع ایک یتیم خانہ میں بھی صدقہ کی جس کی رسید بھی لف درخواس ہذا ہے اگر سائل درندہ صفت، غیر ذمہ دار اور نا قابلِ اعتبار ہوتا تو محترم ایاز صاحب اِسے دیگر باتوں کے علاوہ مذکورہ ادارہ میں کیوں ریفر کرتے؟

سائل جو کہ مذکورہ جج صاحب کی مذکورہ بالا باتوں سے قبل انتہائی پریشان اور تنہا اپنی والدہ کے ہمراہ اللہ کی مدد کے بل بوتے پر بیٹھا جج صاحب کے فیصلے کا انتظار کر رہا تھا اور جج صاحب فائلیں لے کر پڑھ رہے تھے اور DFC عبدالمنان صاحب کو اُنہوں نے حکم دیا کہ وہ USB لے کر آؤ جس کا وہ لوگ دعویٰ کر رہے ہیں پہلے کوئی اور USB بتا رہے تھے اُنہوں نے پہلے والی USB اور موجودہ بتائی گئی USB کا نام بھی لیا ''G 3 ۔۔۔۔''

سائل یہ سوچ رہا تھا کہ اگر سائل کے ساتھ بے انصافی اور اُس کے خلاف فیصلہ ہوا تو زیادہ سے زیادہ پھانسی ہی ہوگی اور جس قانون کے تحت اِن لوگوں کو پاکستان اور بانی پاکستان کو بُرا بھلا کہنے کی چھوٹ حاصل ہے اُسی قانون کے تحت سائل بھی قائدِ اعظم وغیرہ کو گالیاں دے گا جنہوں نے آخر ایسا اور اتنا بُرا پاکستان بنایا کیوں جہاں انصاف نہیں اور مظلوم کو ظالم اور ظالم کو مظلوم بنا کر مزید مظلوم پر ظلم ہوتا ہے؟ لیکن فیصلہ سے کچھ دیر قبل ہمیں DFC صاحب نے بھی تسلی دی کہ گھبرائیں نہیں اللہ خیر کرے گا اور جج صاحب کا اللہ بھلا کرے جنہوں نے اگر چہ کافی انصاف تو نا کیا لیکن کم از کم سائل کو بھری کر دیا وگرنہ جو لوگ جرم ثابت ہونے سے پہلے بھی سائل کو معاف کرنے کو تیار نہیں تھے تو وہ بعد ازاں کس قدر سائل کی ذلت و رسوائی اور پریشانی و شرمندگی کا باعث بنتے؟! لیکن سپریم کورٹ سے بھی ملزم شک کی بنا پے بری ہو جاتا اور اُسے بے گناہ تصور کیا جاتا ہے مگر آپ سائل کی جان چھوڑنے کو تیار نہیں۔ جناب والا! مقدمہ کے خلاف اپیل کا وقت 30 یوم ہوتا ہے اور اب نامعلوم انکوائری افسر نے کس بنا پر اپیل ہائی کورٹ میں دائر کرنے کی بات کی ہے؟ مگر کیا آپ مذکورہ بالا حقائق اور بیان کردہ تفصیلات کی روشنی میں سروس ٹریبونل کے فیصلے کے خلاف بھی اپیل میں جائیں گے؟ حالانکہ سائل نے یہ سن رکھا ہے کہ حکومت ایسے مقدمات میں سپریم کورٹ تک تو بالکل بھی اپیل میں نہیں جایا کرتی اور یہ بات حکومت کے لئے بے عزتی کا باعث ہے۔ یہ بات سائل کو ایک انتہائی ذمہ دار سرکاری افسر نے بتائی اور وہ اپنے دفتر والوں سے کہہ رہا تھا کہ ''میں لکھ کر دیتا ہوں کہ حافظ صاحب بحال ہو جائیں گے''

بہر حال کاش کہ جج صاحب مذکورہ بالا نصیحتیں اور اصل بنیادی مسئلہ اپنے فیصلہ میں بھی تحریر فرماتے مگر اُنہوں نے تو اپنے فیصلہ میں

ہے؟

بہر حال جب عادل خان صاحب نے سائل کی درخواست وصول کرنے سے انکار کیا تو سائل نے درخواست بذریعہ رجسٹری ڈاک بھجوادی جو بھی درخواست ہذا سے لف ہے اور جس کی تفصیل سائل نے اپنی سابقہ درخواست بنام سپرنٹنڈنٹ مادام شمشاد صاحبہ جو کہ دفتر کو مورخہ 06-04-2021ء کو زیرِ عنوان **"درخواست برخلاف جونیئر سپیشل ایجوکیشن ٹیچر اپریل ٹیچر محمد علی زمان صاحب ودیگر"** وصول کروائی جو کہ اِس کے ایک روز قبل ہی آپ کی جانب سے مذکورہ انکوائری رپورٹ جو کہ 9 صفحات پر مشتمل ہے جس کا صفحہ نمبر 7 لاپتہ ہے اور اظہار وجوہ نوٹس مورخہ 05-04-2021ء کو دفتر سے وصول کیا اور اب دفتر ہذا کی معرفت ہی جواب دیا جائے گا تاہم مذکورہ بالا درخواست جو کہ پہلے finalize ہو چکی تھی اور جس میں انکوائری پر اعتراضات کی کچھ مزید تفصیل درج تھی اور کچھ یہاں ہے وہ درخواست اظہار وجوہ کے نوٹس کے وصولی کے ایک روز بعد یعنی مورخہ 06-04-2021 کو جمع کروائی جس سے اُمید ہے کہ انشاءاللہ آپ کی کافی تشفی ہو جائی گی کہ سائل حسب معمول اِس نام نہاد انکوائری سے بھی غیر مطمئن کیوں ہے؟

جناب عادل خان صاحب کا ذکرِ خیر سائل نے قبل اَزیں غائبانہ طور پر سُنا تھا اور جب سائل عدالت سیشن کورٹ کی بریت اور سروس ٹریبونل سے بحالی کے فیصلہ جات لے کر اُن کی خدمت میں حاضر ہوا تو اُنہوں نے فوری طور پر سائل کی Arrival Report لے کر حاضری کرنے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ وہ سائل کو ڈیوٹی پر آنے کی اجازت کے لئے لکھی گئی درخواست جسے کے ساتھ مذکورہ فیصلہ جات لف تھے آگے بھیج دیں گے اور جب ڈائریکٹوریٹ سے اجازت ملنے کا نوٹیفیکیشن جاری ہوگا تو پھر آپ کو ڈیوٹی پر آنے کی اجازت دی جائے گی اور جب سائل نے یہ بات اپنے وکلاء سے ذکر کی تو اُنہوں نے بھی اِس بات کی تصدیق وتائید کی۔ نیز عادل صاحب اپنی گفتگو سے انتہائی ماہر، پیشہ وَر، تجربہ کار اور زیادہ عمر کے بھی معلوم ہونے کے ساتھ ساتھ ایک قانون دان معلوم ہوتے تھے لہٰذا سائل کے پاس اُن کی بات کو مانے بغیر کوئی چارہ نہ رہا۔

یہاں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ سائل پر یہ اعتراض بے جا ہے کہ سائل اپنی بریت اور سروس بحالی کے عدالتی حکم کے بعد فوری طور پر ڈیوٹی پر حاضر نہ ہوا کیوں کہ سیشن کورٹ سے بریت کے باوجود سروس ٹریبونل کے فیصلہ کے بغیر سائل ڈیوٹی پر نہیں آسکتا تھا اور سروس ٹریبونل کے فیصلہ کے بعد بھی آپ کی طرف سے عدالتی فیصلہ پر جزوی عمل درآمد کے نوٹیفکیشن کا انتظار کرنا پڑا۔ سائل کی تاریخ بریت تو مورخہ 05-0-2019ء تھی لیکن فیصلہ فوری طور پر موصول نہ ہو سکا اور جج صاحب نے سائل کو روسٹرم پر بُلا کر فرمایا کہ "سجاد! آپ بری ہو گئے ٹھیک ہے؟ لیکن کیا آپ میری ایک نصیحت مانیں گے؟" سائل نے اُن سے پوچھا کہ کیا نصیحت ہے تو اُنہوں نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے آپ کو (صرف) اپنے اوپر کنٹرول دیا ہے۔ آپ صرف اپنے ذمہ دار ہیں کسی اور کے نہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سے صرف آپ کے متعلق پوچھے گا اور قانوناً بھی آپ صرف اپنی ڈیوٹی کے پابند ہیں کسی اور کے نہیں۔ آپ کے بس میں پورے نظام کو بدلنا ہرگز نہیں لہٰذا آپ صرف اپنے آپ کو سدھاریں۔ آپ بری ہو گئے ہیں لیکن فیصلہ کے لئے آپ کو کچھ روز بعد آنا ہوگا۔ میرے پاس بہت زیادہ رش ہوتا ہے لہٰذا ابھی فیصلہ نہیں لکھا جا سکا کچھ روز بعد آپ کو ملے گا"

سائل قبل ازیں بہت خوفزدہ تھا اور والدہ ام کے ہمراہ اکیلا ہی پریشان اور دعائیں مانگ رہا تھا۔ سائل اللہ تعالیٰ سے اپنی گناہوں کی معافی بھی طلب کر رہا تھا اور سائل نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا کہ مخلوق کے ساتھ بھلائی کے ضمن میں جو سائل سے کمی کوتاہی ہوتی رہی ہے اب سائل اُس پر نظرِ ثانی کرتے ہوئے انشاءاللہ سائل اللہ کی مخلوق کا خیال رکھے گا اور کبھی اُسے تنگ نہیں کرے گا۔ سائل نے عورتوں کے رویہ سے تو تنگ آکر پہلے ہی قسم کھالی تھی کہ اب سائل بھی انشاءاللہ کبھی کسی عورت کے ساتھ کوئی

جناب والا کیا اُسے TA/DA نہیں ملا؟ کیا اُس نے ایسے گھٹیا کام کے لیے سرکاری وسائل ضائع کیے؟ کیا اگر یہ مہمان نوازی درست تھی تو اِس کا موقع سائل کو بھی نہیں دیا جانا چاہیے تھا تاکہ معاملہ برابر ہو جائے اور کسی ایک طرف اُس کا جکاؤ نہ رہے؟ سائل کو تو اِسکی تنخواہ جاری کیے بغیر صحیح طرح ٹرائل کا موقع ہی نہ دیا گیا اور سائل نے تنخواہ تک مہلت مانگی جسے مسترد کر دیا گیا۔ یہ لوگ تو سائل کو سرے سے تنخواہ دینا ہی نہیں چاہتے تھے جو انہیں مجبوراً دینا پڑی۔ سائل نے یہ کبھی نہیں کہا کہ اُسے ثبوت پیش کرنے کا ایک آخری موقع دیا جائے بلکہ یہ مجرمانہ حکم تو اِن لوگوں کا تھا جو سائل پر زبردستی مسلط کیا گیا اور جب پہلے دن سٹاف کی غیر موجودگی اور عادل خان اور سید علی بخش صاحب و جونیئر کلرک ارشاد صاحب اور اپنے ساتھیوں جنہیں وہ ساتھ لایا تھا کی موجودگی میں اُس نے پہلے دن مورخہ 11-08-2020 کو جب یہ حکم دیا کہ آج کی تاریخ میں میں تمہارا کوئی نہ کوئی بیان لکھ کر لے جانا چاہتا ہوں اور ارشاد صاحب کو سائل کے ساتھ الگ کمرے میں بھیج دیا گیا کہ اپنا آج کا بیان لکھ کر دو اور یہ بھی لکھ کر دو کہ میرے پاس ثبوت پیش کرنے کا آخری موقع ہے مجھے آخری موقع دیا گیا ہے تو سائل نے ارشاد صاحب سے یہ باتیں لکھوائیں اور یہ کہا کہ اِن کی طرف سے یہ کہا گیا ہے کہ۔۔۔۔۔۔۔۔سائل نے اپنی طرف سے کبھی نہیں کہا کہ مجھ اِس کا آخری موقع دیا جائے یا میرے پاس کہنے کو جو کچھ تھا وہ ختم ہو گیا ہے۔ یہ تو اِن لوگوں کی ایک مجرمانہ کوشش اور ان کے جرائم پر پردہ ڈالنے کی ایک ناپاک سازش تھی۔ ورنہ عدالت عظمیٰ سے بھی آخری فیصلے کے بعد نئے شواہد کی بنا پر کوئی بھی مقدمہ کسی بھی فورم پر دوبارہ کھولا جا سکتا ہے۔ لہذا مذکورہ ارشاد صاحب کے ہاتھوں کا لکھا گیا بیان سائل درخواست ہذا سے لف کرنے کی کوشش کرے گا اور عدالت میں بھی جمع کروائے گا۔

ارشاد صاحب نے سائل کی جانب سے جو بیان تحریر کیا اُس میں سائل نے یہ بھی تحریر کروایا تھا کہ جیسا کہ سائل پر ہمیشہ یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ کسی کی بھی اِس کے ساتھ نہیں بنتی اور ہر ایک سے اِس کا شدید جھگڑا ہی رہتا ہے مگر جناب ارشاد صاحب کے ساتھ الحمدللہ میری کبھی بھی کوئی تلخ کلامی نہ ہوئی تھی اور اُس وقت تک عادل صاحب کے ساتھ بھی اچھے تعلقات تھے مگر جب عادل صاحب بھی روائتی افسر اور ارشاد صاحب روائتی کلرک بنتے ہیں تو پھر ان کے ساتھ کچھ نہ کچھ مسئلہ ہو سکتا ہے لیکن ابھی تک اللہ کا شکر ہے کہ ارشاد صاحب کے ساتھ کوئی خاص مسئلہ نہیں بنا جس کی اُنہوں نے خود انکوائری افسر کے سامنے تصدیق کی اور اِس خراب ماحول میں بھی سائل کے خلاف گواہ بننے سے گریز کرتے ہوئے کہا کہ میں تو اُس وقت جب اِن پر مقدمہ بنا یہاں تھا ہی نہیں اور میرا اِس مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں لیکن سائل نے یہ پوچھا کہ کیا آپ کا اور میرا ابھی کبھی جھگڑا یا اختلاف ہوا ہے؟ تو اُنہوں نے اِس کی نفی کی۔

اِنہی ارشاد صاحب کے ہاتھوں کی لکھی ہوئی سائل کی جانب سے وہ تحریر بھی ہے جس میں آپ کے نام درخواست کے ذریعے انکوائری افسر اور موجودہ انکوائری وغیرہ کے عمل پر اعتراضات کرکے بوساطت سپرنٹنڈنٹ عادل خان صاحب درخواست آگے بھیجنا چاہی جسے اُنہوں نے فارورڈ کرنا تو درکنار سرے سے وصول کرنے سے ہی نہ صرف انکار کیا بلکہ سخت دھمکیاں بھی دیں اور یہ عزر و بہانہ بھی کیا کہ ابھی تمہاری انکوائری چل رہی ہے۔ دورانِ انکوائری کسی کو بھی نا لکھوں حالانکہ جس تفتیشی، جس انکوائری افسر یا جس جج پر کسی کو اعتراض ہو تو اُس کے خلاف درخواست دی جاتی ہے اور اُسے تبدیل بھی کیا جاتا ہے۔ کیا ہمارے محکمہ میں میرے ساتھ خصوصاً کبھی ایسا ہوا؟ کیا عدالت نے آپ کو منصفانہ انکوائری کا حکم نہیں دیا تھا؟ آپ پر اِس وقت خود عدالتی فیصلہ پر عدم عمل درآمد و توہین عدالت کا سنگین مقدمہ زیر اپیل نمبر 106/20 سروس ٹریبونل میں چل رہا ہے جس کی تاریخ مقررہ 20-04-2021 ہے اور آپ سائل کو نام نہاد FIR کا طعنہ دیتے ہیں؟؟!!! ہمارے وزیر اعظم آپ کے بڑے عمران خان صاحب پر پی ٹی وی حملہ کیس میں دہشتگردی کا مقدمہ چل رہا ہے اور ان کی حکومت سائل کے خلاف نام نہاد FIR کو ایشو بنا رہی

جانبدار امپائر کا تصور دینے والے ہی یہ تھے۔ مگر آج ان کی گھٹیا حکومت میں آپ جیسے گھٹیا افسران اس اُصول کو پسِ پشت ڈالے ہیں۔ اگر سائل پر یہ اعتراض ہے کہ یہ عام طرز تحریر اور درخواست کے انداز سے ہٹ کر لکھتا ہے تو آپ بھی تو ایسے عجیب و غریب اور انوکھے کام کرتے ہیں کہ سائل یہ سب کچھ کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ جو قانون آپ کو یہ سب کچھ کرنے کی اجازت دیتا ہے تو وہ قانون پھر سائل کو یہ سب کرنے کی اجازت کیوں نہیں دیتا؟

سائل کے وکیل ناصر مشتاق نے ریاض الحق ثانی اور آپ جیسے گھٹیا افسران کی گھٹیا تحاریر کو پڑھ کر سائل کو سنے بغیر محض یکطرفہ گھٹیا موقف کی بنا پر سائل کو ڈانٹنا شروع کیا کہ آپ اِنہیں کیوں گالیاں دیتے رہے اگر وہ غلط کرتے رہے تو آپ بھی غلط کرتے رہے اگر وہ آپ کو کیچڑ میں دھکیلتے رہے تو آپ خود کیچڑ میں اپنے پائنچے دباتے رہے لیکن کیا اِنکی تمام تر غلط کاریوں اور سائل کی اتنی سنگین شکایات اور تھکا دینے والی جدوجہد کے باوجود آج تک کسی ایک کو بھی سزا ہوئی؟ یہ لوگ تو اُلٹا سائل پر طعنہ زنی کرتے ہیں کہ تماری درخواستوں آج تک کسی کا کیا بگاڑا؟ اُلٹا تمہارا ہی نقصان ہوا اور تمہیں ہی سزا ملی بلکہ عبدالبصیر افغانی صاحب تو بعد از ریٹائرمنٹ سائل جیسے حاضر سروس کو ادارہ میں آ کر شدید دھمکیوں اور دباؤ کا نشانہ بناتے ہوئے گالیاں دیتے اور کہتے کہ ''تمہاری درخواستوں نے آج تک کیا کسی کا کوئی لن (عضو تناسل) بگاڑا؟''

نوٹ: جیسا کہ یہ لوگ سائل کے الفاظ کو ریکارڈ کا حصہ بنا سکتے ہیں اور نہال ہاشمی کیس میں سپریم کورٹ یہ ریمارکس دے سکتی ہے کہ ''ہمیں گالیوں کے الفاظ کو ریکارڈ کا حصہ بناتے ہوئے شرم نہیں آتی'' تو سائل بھی اب ایسا کرنے پر مجبور ہے۔

جناب والا! Natural Justice کا ایک یہ اُصول بھی ہے کہ ''No shall be judge by his own cause'' یعنی اگر کوئی گواہ، کوئی تفتیشی، کوئی انکوائری افسر یا کوئی جج وغیرہ پہلے ہی کسی کی وجہ سے متنازعہ ہو چکا ہو تو وہ اُس امر میں فیصلہ ساز نہیں بن سکتا۔ کسی اُصول کے تحت تو جو جج پہلے کسی کا وکیل رہ چکا ہو یا کسی کا کوئی رشتہ دار یا کسی اور کیس میں اُس کے متعلق رائے دے چکا ہو تو اُسے دوبارہ اُس شخص کا جج نہیں بنایا جا سکتا۔ مگر جب آپ نے ریاض الحق ثانی کو پہلی مرتبہ 2013 میں سائل کا انکوائری افسر مقرر کیا تو اُس وقت سائل نے اِس کا سابقہ مجرمانہ اور متنازعہ کردار بے نقاب کیا اور بتایا کے کس طرح بطور DO یہ اِس مافیہ کو بچاتا رہا؟ 2012 میں سٹاف کے طرف سے لکھی گئی سائل کے خلاف درخواست اور اس کا سائل کی طرف سے منہ توڑ جواب بس کا ذکر سائل نے اپنی سٹیزنز پورٹل شکایات میں بھی کیا اِس کو دبا دینے جیسے مجرمانہ عمل کے باوجود ریاض الحق ثانی کے خلاف محکمانہ کاروائی کے بجائے آپ نے اُس کی عزت افزائی کرتے ہوئے بدنیتی کی بنیاد پر اسے سائل کے خلاف اُسے نشانہ بناتے ہوئے انکوائری افسر مقرر کیا اور تمام تر اعتراضات اور تحفظات کے باوجود نہ صرف اُس کی انکوائری کو برقرار رکھا بلکہ 2016 میں پھر اُسے یہی گھٹیا ٹاسک سونپ دیا گیا اور اُسے باعزت ریٹائر کر دیا گیا مگر اب جب کہ اُسکی نام نہاد انکوائریوں کو عدالتیں بھی غلط اور کالعدم قرار دے چکی تھیں اور سائل کے خلاف تمام جھوٹا ریکارڈ اِنہی نام نہاد انکوائریوں کی بنیاد پر تھا جو کالعدم ہو گیا اور عدالت نے از سرِ نو انکوائری کا حکم دیا تو نیا گھٹیا انکوائری افسر بھی اُسی کے نقشہ قدم پر چلتے ہوئے انتہائی بے شرمی سے اُس کا دفاع کرنے لگا اِسے یہ تو نظر آیا کہ سائل نے ٹیلیفون کال پر اُس کے شیان شان سائل نے الفاظ استعمال کیے مگر دیگر ٹیلیفونز کالز اور کرتوت نظر نہ آئے۔ چنانچہ اب آپ پھر اسی جانبدار افسر کی انکوائری پر ایک بار پھر انتقام کا نشانہ بناتے ہوئے سائل کو ملازمت سے سبکدوش کرنا چاہتے ہیں۔

سٹاف اِس بات کا گواہ ہے کہ عادل خان نے انکوائری افسر کو ڈکٹیٹ کیا اور رشوتاً اُسے مٹن بھی کھلاتا رہا جس پر جب سائل نے اعتراض کی اتو اس کا شدید مزاق اُڑایا گیا اور کہا گیا کہ وہ ہمارا مہمان ہے کیا ہم اپنے مہمان کی خدمت نہ کریں؟

دیتے ہیں تو رؤف خٹک کے خلاف تو سائل کے علاوہ عدالت نے بھی لکھا ہے۔ اِس پر آپ کیا فرمایئے گا؟ تو یہ جان بوجھ کر انجان بن گیا اور پوچھنے لگا کے رؤف خٹک کے خلاف عدالت نے اپیل 219/17 کے فیصلہ میں کیا لکھا؟ حالانکہ سائل کے خلاف اِنہیں سب کچھ لکھا ہوا مل جاتا ہے اور فیصلہ اُنہوں نے پڑھا تھا جب ہی تو پوچھا کہ اگر آپ سیشن کورٹ سے بری ہوئے تو سروس ٹریبونل نے آپ کے خلاف انکوائری کا حکم کیوں دیا لیکن رؤف خٹک کے خلاف فیصلہ نظر نہ آیا اور بعدازاں اُس کی صفایاں دینے لگے کہ کیا آپ کبھی ملے بھی ہیں رؤف خٹک صاحب سے؟ سائل نے بتایا کے جی ہاں! ملا تھا اور اُسے کے گھٹیا رویہ پر بھی روشنی ڈالی۔ نیز ایک اور نابینا لیڈر اور سماجی کارکن عبدالقیوم صاحب جو پشاور سے ایک معلم ریٹائر ہوئے وہ بھی اِس مکروہ شخص کو نابینا افراد کا دشمن کہتے ہیں۔

چنانچہ جس دن ہم اکھٹے یعنی دونوں فریق یعنی سائل اور ادارہ کا سٹاف آپس میں بحث و مباحثہ کر رہے تھے جسے بہت کم ریکارڈ کا حصہ بنایا گیا بلکہ بنایا ہی نہیں گیا اُس روز انکوائری افسر نے سائل کی زد میں عدالتی فیصلہ پڑھنا شروع کیا اور کہا کہ عدالتی فیصلہ میں صرف یہ کہا گیا ہے کہ انہیں آمنے سامنے بٹھا کر cross/examine کیا گیا ہے۔ یہ کہیں نہیں لکھا کے تمہیں بھی سوالات کی اجازت دے کر ان سوالات و جوابات کو بھی ریکارڈ کا حصہ بنایا جائے تو سائل نے پوچھا کہ cross /examine کا مطلب کیا ہوتا ہے؟ نیز بعدازاں سائل نے وکلاء سے تصدیق کے بعد اُن سے یہ بھی عرض کی کہ آپ اگر E&D rule کی بات کر رہے ہیں تو اُسکا رول نمبر 11 پڑھ لیجیے جس میں نہ صرف انکوائری افسر کے اختیارات بتائے گئے ہیں بلکہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ گواہوں پر جرح یعنی cross /examine ضابطہ دیوانی 1908ء کے تحت ہوگا۔ بہر حال فیصلہ پڑھنے کے دوران رؤف خٹک سے متعلق عدالتی فرمودات بھی سامنے آئے تو سائل نے برجستہ عرض کی۔ یہی وہ باتیں ہیں جن کے متعلق آپ سائل سے پوچھ رہے تھے کہ **رؤف خٹک کا کیا گناہ ہے؟ مگر یہ بے ایمان پھر اپنے افسر کو بچا گیا۔**

☆ جناب والا! جیسا کہ عدالت نے اپنے فیصلہ میں قرار دیا تھا کہ رؤف خٹک جو اسسٹنٹ ڈائریکٹر کی حیثیت سے ڈائریکٹر کے قائم مقام کے طور پر سائل کیخلاف اظہار وجوہ نوٹس پر ڈائریکٹر کی جگہ دستخط نہیں کر سکتا تھا جو کہ بالکل غیر قانونی اقدام ہے اور اس نے ایسا کر کے سنگین لاقانونیت کا ارتکاب کیا ہے مگر آپ سب کچھ بھول کر ایک بار پھر نہ صرف یہ کہ درندوں کی طرح سائل پر ٹوٹ پڑے بلکہ یہ کہتے ہوئے کہ عدالت نے صرف سائل ہی کو قصوروار قرار دیتے ہوئے اِس کے خلاف انکوائری کا حکم دیا وہی غلطیاں دوبارہ دہرا رہے ہیں اور اِس بار پھر ایک اظہار وجوہ نوٹس پر نہ صرف دوبارہ اسسٹنٹ ڈائریکٹر کے دستخط ہیں بلکہ آپ کو سائل کو نکالنے کی اِس قدر جلدی ہے کہ آپ نے مجبوراً سائل کو بحال تو کیا مگر بحالی کے ساتھ ہی چارج شیٹ، dicsiplinary statement of alligations،action اور انکوائری نوٹیفیکیشن بھی ایک ساتھ ہی بھیج دیا اور اب بظاہر تو آپ سائل کو برطرف کرنے کے لئے قانونی تقاضے رسمی کاروائی کے طور پر پورے کر رہے ہیں مگر الگ الگ تین اظہار وجوہ نوٹسز جاری کرنے کے بجائے ایک ساتھ ہی، ایک ہی لفافے میں، ایک ہی تاریخ میں، ایک ہی لیٹر نمبر کے تحت دو اظہار وجوہ نوٹسز جاری کر دیے۔ جناب والا! کیا سائل اتنا ہی بُرا ہے؟

☆ جناب والا! آپ کے بڑے یعنی محترم وزیر اعظم عمران خان (شیطان خان) صاحب تو اقتدار میں آنے سے قبل اس طرح کی مثالیں پیش کرتے تھے کہ خلافتِ راشدہ میں قاضی باپ کے حق میں بیٹے کی گواہی قبول نہیں کرتا کہ ان دونوں کا باہم تعلق ہے اور حضرت علیؓ اور حضرت امام حسنؓ جیسی شخصیات کے مقابلہ میں ایک یہودی کو شق کا فائدہ دے کر اُس کے حق میں فیصلہ کر دیتا ہے۔ نیز آپ کے بڑے وزیر اعظم تو غیر جانبدار امپائر کی بات کرتے ہیں اور اِس بات کا بڑے فخر سے دعویٰ کرتے ہیں کہ دنیا کو غیر

۱۔ C for Concent یعنی اجازت۔ جیسا کہ کھیل کھیل میں ہم اگر ایک دوسرے کو مارتے ہوئے شدید چوٹ بھی پہنچا دیں تو کوئی مواخذہ نہیں کیونکہ یہ باہم رضامندی سے ہوا ہے۔

۲۔ C for Compulsion یعنی مجبوری

۳۔ C for Communication in Good faith یعنی اگر کسی نے کوئی بات نیک نیتی سے یا بطور خبر کہی یا بتائی اور اِس کے نتیجہ میں اگر کوئی نقصان ہوا تو کہنے یا بتانے والا ذمہ دار نہ ہوگا۔

۴۔ CfoCausingsliteHarm یعنی چھوٹا موٹا نقصان جیسے ایک بچا دوسرے بچے کو کھیل ہی کھیل میں پینسل مار دے وغیرہ۔

14 I یہ ہیں۔

۱۔ I For Infency یعنی سات سال سے کم عمر بچا اگر بم بھی چلا دے تو اُس پر کوئی گرفت نہیں۔

۲۔ I for Immaturity جو کہ بارہ سال تک بچا اگر کوئی جرم کرے تو یہ عدالت کی صوابدید ہوگی کے وہ اِس کے ساتھ کیا معاملہ کرتی ہے؟ لیکن آپ تو سائل کو بھی ایک طرف تو "immature" قرار دیتے ہیں تو دوسری طرف سائل پر فوجداری مقدمہ بھی کرتے ہیں۔

۳۔ I For Insanity یعنی پاگل پن۔ جیسا کہ ایک طرف آپ سائل کو پاگل قرار دیتے ہیں تو دوسری طرف اِس پر فوجداری مقدمہ بھی کرتے ہیں؟؟!!

۴۔ I for Intoxication یعنی کسی کو نشہ پلا کر کوئی جرم اُس سے سرزد کروانا۔

جیسا کہ سائل نے خصوصاً اپنی مذکورہ 300 صفحات کی درخواست میں مذکورہ بالا حقائق بیان کرتے ہوئے یہ بھی بتایا کہ ڈرائیور ذاکر جو کہ ایک منشیات پیشہ شخص ہے اِس نے کئی مرتبہ دھوکہ سے سائل کو نشہ پلایا اور اُس روز بھی سائل کی ذہنی حالت قابل رحم تھی جب مذکورہ زہر والا واقعہ پیش آیا جو زیر دفعات 337J/511PPC سائل کے خلاف اندراجِ مقدمہ بدنیتی بنیاد پر ہوا اور دیگر لوگوں کو چھوڑ دیا گیا جبکہ آپ سب کے خلاف تو مزید دفعات بھی لگنی چاہئیں۔ جیسا کہ سائل نے سروس ٹریبونل میں بھی یہ موقف اختیار کیا کہ اِس نے بیرسٹر چوہدری اعتزاز احسن صاحب سے بذریعہ میڈیا یہ بھی سُن رکھا ہے کہ اختیارات کا غلط و ناجائز استعمال (misuse of powers / authority) بھی ایک ایسا جرم ہے جو قابل دست اندازی پولیس اور 14 سال قید کا باعث ہے۔ افسوس کہ عدالت نے سائل کی درخواست پر عمل نہ کرتے ہوئے آپ کو اِس جرم کے تحت بھی سزا نہ دی ورنہ آپ لوگ یوں باعزت ریٹائر ہو کر سرکاری خزانے پر بوجھ اور اِس کے نقصان کا باعث نہ بنتے۔ چنانچہ آپ کے جرائم کا ذمہ دار معزز بینچ بھی ہوگا جو اگر بار بار توجہ دلانے کے باوجود بھی آپ کو سزا نہیں دے گا۔

سائل نے معزز بینچ سے یہ بھی درخواست کی تھی کہ اگر کسی عام فردِ واحد کے ساتھ دھوکہ دہی ایک قابل دست اندازی جرم ہے تو عدالت کے ساتھ دھوکہ دہی جرم کیوں نہیں۔ آپ خواتین و حضرات نے جو سروس ٹریبونل میں جھوٹ بولا کہ سائل نے اپنی بر طرفی کے خلاف کوئی محکمانہ اپیل سرے سے کی ہی نہیں اور آپ کے انکوائری افسر نے جو یہ جھوٹ تحریر کیا تھا کہ سائل نے اپنے دفاع میں جو مذکورہ 300 صفحات کی درخواست جمع کروائی اُس میں ایک لفظ بھی اپنے خلاف عائد شدہ چارجز کے جواب اور اپنے دفاع میں نہیں کہا۔ یہ دو آپ کے بڑے نمایاں جھوٹ تھے مگر افسوس کے عدالت نے پھر بھی آپ کو معاف کر دیا لیکن رؤف خٹک جیسے افسران کے خلاف تو ٹریبونل نے اپنے فیصلہ میں تبصرہ کیا اُن کے خلاف کیا کاروائی ہوئی اور انکوائری افسر نے اُس کے بارے میں کچھ ارشاد کیوں نہ فرمایا؟ بلکہ جب سائل نے اِس طرف انکوائری افسر کی توجہ دلائی کہ آپ جو سائل کو عدمِ ثبوتوں کا حامل قرار

سائل نے تنگ آ کر اور مجبور ہو کر زہر ملایا ہے تو پہلے مجرم آپ ہیں جنہیں سائل کی شق کی بنا پر بریت تو گوارہ نہیں لیکن آپ کے خلاف جولاریب/لاشق ٹھوس اور معقول، ناقابل تردید، حتمی اور قطعی دلائل وشواہد اور براہین موجود ہیں جنہیں فراموش اور نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ افسوس کے وکلاء نے مجھے آپ سب کو شامل مقدمہ نہ کرنے دیا لیکن اب میرے ہاتھ پیر آزاد ہو چکے ہیں یہ کہاں کا انصاف اور کیس عجیب قانون ہے جو کہانی صرف زہر ملانے سے شروع کرتا ہے اور پس پردہ حقائق سے آنکھیں بند کر لیتا ہے؟

سائل نے اپنے چارج شیٹ کے جواب میں یہ قلعی کھولی ہے کے سائل کا زہر ملانے میں کوئی ہاتھ نہیں اور کون کون اس کا ذمہ دار ہے؟ وہ کونسی گولیاں ہیں جو اتنی دیر گزرنے کے باوجود بھی پانی میں حل نہ ہوئیں اور سائل کی گرفتاری کے بعد بھی جب رات کو تفتیشی آیا تو چھ ٹکرے گولیوں کے پانی میں سلامت پائے گئے؟ وہ کونسی چوہے مار گولیاں اور کونسا اتنا بڑا گولیوں کا پیکٹ ہوتا ہے جس میں اتنی زیادہ گولیاں ہیں کہ گواہان x چھ ٹکرے؟ جو بھی آتا ہے صحیح سالم چھ ٹکرے گولیوں کے پانی سے اتنی دیر بعد نکالتا ہے اور وہ گولیاں پانی میں گھل بھی نہیں جاتیں؟ گولیاں نکالنے کے باوجود بھی FSL رپورٹ مثبت آجاتی ہے اور کسی کے فنگر پرنٹس کا بھی کوئی تعین نہیں کہ اِن گولیوں کو کس نے چھوا اور بقول پولیس کے جو خالی پیکٹ سائل سے برآمد کیا اُس کا بھی کوئی فنگر پرنٹ نہیں؟؟

جناب والا! پولیس سمیت تمام حکام بالا کو سائل کی جانب سے پیشتر مقدمہ FIR علت نمبر 1044 بمقام تھانہ کینٹ ایبٹ آباد مورخہ 26-11-2014ء درخواستیں موصول ہوتی رہیں مگر پولیس نے سائل پر شدید زیادتیاں کیں اور مقدمہ بعنوان ''سرکار بنام سجاد'' جس کا فیصلہ مقدمہ نمبر 42 / vii کے تحت ایڈشنل سیشن جج ایبٹ آباد کی عدالت سے مورخہ 05-08-2019ء کو سامنے آیا جس میں یہ بھی قرار دیا تھا کہ مستغیث صاحبزادہ شمس الرحمان ولد خلیل الرحمان سابق سپرنٹنڈنٹ گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ فار دی بلائنڈ ایبٹ آباد سوشل ویلفیئر آفیسر محکمہ ھذا پہلے ہی سائل کی جانب سے کئی درخواستوں میں نامزد ملزم ہے۔ جن درخواستوں سے ہرگز انکار نہیں کیا جا سکتا۔ **جناب والا اُسے تو عدالت نے نامزد ملزم قرار دیا مگر آپ نے اُسے باعزت ریٹائر کر دیا؟؟!!** پوچھنا تو پڑتا ہے کہ آخر یہ لوگ کیا آپ کے باپ لگے ہیں یا کیا لگتے ہیں؟؟ اگر آپ کو سائل کے یہ الفاظ اتنے ہی ناپسند ہیں تو آپ سائل کو یہ الفاظ کہنے کا موقع کیوں دیتے ہیں؟ لہذا سائل خواہ زہر ملائے، آپ کو گالیاں دے یا کوئی بھی جرم کرے اس کے پہلے ذمہ دار آپ خود ہیں۔

جناب والا! کیا آپ یہ نہیں جانتے کہ جو غلام اپنے آقا، جو نوکر اپنے مالک، جو اولاد اپنے والدین، جو بیوی اپنے شوہر یا ایک دوست اپنے دوست کی وجہ سے گناہ گار ہو گا تو وہ اِن سب لوگوں کو بھی اپنے ساتھ جہنم میں لے جائے گا جن کی وجہ سے وہ جہنمی ہوا؟ یہ تو اللہ کا انصاف ہے اور آپ کا انصاف یہ ہے کہ آپ ایک تو کسی کو تنگ بھی کریں اور تنگ کرنے والوں کو چھوڑ کر اُسی کا ہدف بنائیں جو پہلے ہی مظلوم اور ظلم وزیادتیوں کا شکار رہا ہو۔

۔۔۔ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام ۔ وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچہ نہیں ہوتا۔۔۔

جناب والا! قانون مجبوراً چھوٹے موٹے جرم کی اجازت دیتا ہے اور ضرورت کے تحت ایسا کام کرنے کی اجازت دیتا ہے جو عام طور پر جرم کے زمرے میں آتا ہے۔ چنانچہ تعزیرات پاکستان (پاکستان پینل کوڈ،،،PPC) میں ''جنرل ایکسپشنل رول'' جو کہ دفعہ 76 سے لے کر 106 تک ہے اِسی پر بحث کرتا ہے کہ کون کون سے حالات میں آپ کوئی جرم کر سکتے ہیں؟ کن کن حالات میں اگر آپ جرم کرتے بھی ہیں تو پھر بھی آپکو رعایت دے دی جاتی یا دی جا سکتی ہے اور جرم کے باوجود بھی سزا نہیں ہوتی۔ سائل خود بھی ایک قانون کا طالبعلم ہے اور یہ سبق یاد کرنے کے لئے چارٹ C اور چار ابہت اہمیت کے حامل ہیں۔

ڈسٹرکٹ گورنمنٹ پلیڈر نمبر ا ایبٹ آباد جناب صدیق صاحب ایڈووکیٹ جو کہ خود ایک معذور شخص یا نام نہاد معذور ہونے کے باوجود معذور کوٹہ پر بھرتی ہوئے اور جائیکا کے اے سٹار پروجیکٹ کی سٹیرینگ ٹیم کے اہم رکن رہنے کے علاوہ سرکاری وکیل ہونے کی حیثیت سے جنہیں ریاستی مفادات کا تحفظ کرنا چاہیے وہ بھی سائل پر شدید دباؤ ڈالتے اور اِسے شدید بدنام کر رہے ہیں۔ اُنہیں بھی مذکورہ زہر خورانی جیسے صرف سائل ہی کے جرائم نظر آتے ہیں اور کسی اور کا کوئی جرم نظر نہیں آتا حالانکہ موصوف جائیکا کی لیڈر شپ ٹریننگ میں سائل کو ڈالنے والے یہی تھے اور سائل سے شدید متاثر تھے مگر اب ہر ایک کے سامنے سائل کے خلاف منفی پروپیگنڈا کرتے ہوئے جملہ باتوں کے علاوہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ’’میں نے اِس کے لیئے DC کی بھی منت کی اور کہا کہ جناب اِسے ایک موقع اور دے دیں‘‘ حالانکہ ڈی سی اُلو کے پٹھے کو اِس بات سے غرض کیوں ہے کہ سائل اپنی کرپشن مخالف اور برائے حصولِ انصاف اپنی جدہ جہد کو ترک کردے۔

عدالت خان جیسے لوگ ہمیشہ سائل پر جملے کستے اور اِسے شرارتی قرار دیتے ہیں اور عبدالبصیر افغانی صاحب جو پہلے ہی کئی برس قبل اپنی عمر 72 برس بتاتے تھے اگر بغیر آزادانہ، منصفانہ، غیر جانبدارانہ، دیانتدارانہ، حقیقت پسندانہ اور شفاف انکوائری کے وفات پا گئے تو ذمہ داران آپ سب لوگ ہونگے۔

صدیق ایڈووکیٹ جیسے لوگ جو ہمیشہ سائل کو ڈانٹ دیتے ہیں کہ تم جھوٹ بولتے ہو۔ تم نے زہر ملایا ہے اور تم فلاں فلاں انداز میں حلف اُٹھا کر کہو کے تم نے زہر نہیں ملایا اور ایسے حلف کے باوجود بھی سائل کی جان نہیں چھوڑتے۔ حالانکہ سائل اپنے مخالفین کو بھی تو ایسے حلف کا چیلنج دیتا آیا ہے اور اب صدیق صاحب کو بھی ایسے ہی حلف کا چیلنج ہے کہ وہ یہ بتائیں کہ جائیکا میں بدعنوانیوں سمیت اُن پر جو الزامات لگتے ہیں اور خصوصاً سائل کے سامنے جو اُنہوں نے پاکستان اور بانی پاکستان کو شدید بُرا بھلا کہتے ہوئے گالیاں دیں اور ہمیشہ ان کے منہ میں خُرافات اور آواز ایسی ہوتی ہے گویا چرس پی کر آئے ہیں۔ خود ان کے اپنے لوگ اُنہیں ذہنی طور پر غیر متوازن کہتے ہیں۔ تو کیا ان باتوں کے لئے بھی سائل کا حلف کا چیلنج قبول کرتے ہیں؟

☆ جہاں تک پولیس کی بات ہے تو جب اتنے بڑے بڑے بھیریے سائل کے خلاف اور اِس کے درپے ہیں تو اس بدعنوان، رشوت خور / خراخور پولیس کی اوقات ہی کیا ہے؟ اس کے خلاف تو ٹیلی ویژن پر کئی ڈرامے اور فلمیں بھی منظرِ عام پر آتے رہتے ہیں جنہیں چیلنج کرنے کی جرت اِس بے غیرت پولیس کو نہیں ہوتی اور معاشرہ میں اِس کا اپنا تشخص بھی کچھ اچھا نہیں۔ تاہم سائل پھر بھی ہر محکمہ کے تمام لوگوں کو بُرا بھلا نہیں کہتا لیکن اِنکی غالب اکثریت بدعنوان ہے۔ جناب والا! اگر سائل پر لگائے گئے زہر خورانی جیسے گھناؤنے جرم کو تسلیم کر بھی لیا جائے تو مندرجہ بالا حقائق سے یہ بات بخوبی عیاں اور منطقی طور پر ثابت ہوتی ہے کہ اگر بلفرض سائل نے زہر ملایا بھی ہے تو آپ تمام لوگ اس کے سب سے پہلے ذمہ دار ہیں جنہوں نے سائل کی سنوائی نہ کی اور مجبوراً تنگ آکر سائل کو زہر ملانا پڑھا۔ کون اُلو کا پٹھا ہے جو آپ کو چھوڑ کر صرف سائل ہی کو موردِ الزام ٹھہراتا اور اِسے ملزمان نہیں بلکہ مجرمان کی فہرست میں لا کھڑا کرتا ہے؟

جناب والا! آپ کے بڑے یعنی محترم وزیرِ اعظم عمران خان، شیطان خان کا بھی تو یہی کہنا ہے کہ مجرم کا ساتھ دے کر جرم میں اُس کا معاون اور جرم کی وجہ بننے والا ہی مجرم ہے مگر آج اس کی اپنی حکومت میں صرف سائل ہی کو کیوں مجرم قرار دیا جارہا ہے؟ جرم ثابت ہونے سے پہلے ہی سائل کے ساتھ وہ سلوک کیا گیا جو ہٹلر اور چنگیز خان اور ہلاکو خان کے ساتھ بھی نہ ہوا۔

جناب والا! اگر ہم اپنے مذہب کو دیکھیں تو ابلیس جو کہ خُدا کا انکار نہیں کرتا اور خُدا کا انکار کرنے والا دھریہ جو کہ سب سے بڑا خُدائی مجرم ہوتا ہے ابلیس اُس دھریہ سے بھی بڑا مجرم ہے کیونکہ وہ دھریت سمیت جملہ گناہوں کی اصل اور بنیاد ہے۔ چنانچہ اگر

ریفر کرتے ہوئے اُنہی کی جھوٹی، بے بنیاد، جانب دارانہ، غیر حقیقت پسندانہ، غیر منصفانہ، غیر دیانتدارانہ اور غیر شفاف انکوائریوں پر انحصار کرتے ہوئے سائل کو جھوٹا اور عدم ثبوتوں کا حامل قرار دیا اور اُس کے بعد جب بھی کوئی درخواست کمشنر سے ڈپٹی کمشنر کو ہوتی ہوئی ADC آفس آتی اور پھر DO سوشل ویلفیئر کو آجاتی جس کا ایسا ہی نامعقول جواب دے کر ہمیشہ سائل کی درخواستوں کو مسترد کر کے ایک نئے پلندے کا سائل کے خلاف اضافہ کر دیا جاتا۔ حالانکہ دفتر ADC میں ہمارے محکمہ کے متعلق جو فائل موجود ہے جس کا نمبر 1/149 ہے اِس میں نہ صرف سائل بلکہ کئی دیگر لوگوں کی بھی درخواستیں شامل ہیں۔

☆ بلآخر قصہ مختصر سائل نے یہ معاملہ خیبر پختونخواہ سٹیزن پورٹل پر اُٹھایا اور اُس وقت یعنی 2016ء میں سائل کی ملازمت بھی جا چکی تھی چنانچہ سائل نے پورٹل شکایات کوڈ نمبر 15752 اور 15753 میں اِس مسئلہ کو اُٹھا کر معاملہ کو مختصر کرتے ہوئے چند افراد مثلاً جناب حبیب اللہ صاحب، **جناب عبدالبصیر افغانی صاحب**، سردار برادران اور چوکیداران کو شامل انکوائری کرنے کا مطالبہ کیا مگر وہاں پر ADC کا PA عدالت خان سائل کے بہت خلاف تھا اور آج کل DC آفس میں کسی اہم پوسٹ پر کام کر رہا ہے۔ یہ خصوصاً سائل کی دستاویزات کے ساتھ کھلواڑ کرنے کا ذمہ دار ہے اور سائل کی درخواستیں جن میں سے ایک درخواست موصولہ بدفتر ڈپٹی کمشنر ڈائری برانچ مورخہ 06-08-2015ء زیر ڈائری نمبر 12715، دوسری درخواست موصولہ: مورخہ 08-09-2015 زیر ڈائری نمبر 15844 اور تیسری درخواست موصولہ 03-03-2016 زیر ڈائری نمبر 29046 کے نمبرات کا ریکارڈ ہی اب مذکورہ دفاتر میں نہیں ملتا جس بابت سائل نے ADC کو عدالت خان کے خلاف شکایت کی مگر ADC نے اُس کی صفائی پیش کرتے ہوئے کہا کہ سرکاری ریکارڈ کہیں بھی اور کبھی بھی گم نہیں ہوتا تو پھر یہ ریکارڈ تا حال لاپتہ کیوں ہے؟

سائل نے از خود ڈپٹی کمشنر صاحب پیش ہو کر اُن سے گزارش کی کہ عدالت خان جیسے لوگوں کے رویہ کے پیشِ نظر یہ ضروری ہو گیا ہے کہ جناب مذکورہ فائل 1/149 کو ADC آفس سے طلب فرما کر مکمل طور پر از خود ملاحظہ فرما کر ایسے لوگوں کی انکوائری فرمائیں جو جناب کے لئے ایک زحمت تو ہوگی لیکن اِس رویہ کے ذمہ دار مذکورہ عدالت خان جیسے لوگ ہیں مگر یہ لوگ حُکام بالا کو سائل کے خلاف مرتب شدہ مبنی پر بدنیتی اپنا یکطرفہ ریکارڈ ہی پیش کرتے اور سائل ہی کی وضاحتوں کو چھپا ڈالتے ہیں۔ الغرض کمشنر نے جو کچھ بھی سائل کے خلاف یکطرفہ طور پر بغیر صفائی کا موقع دیے کیا **اُس کی حقیقت یہ ہے** اور اِس natural justice کے اُصول کے خلاف ہے کہ "No Man Can Be Condemned Unheard"

چنانچہ چیف سیکرٹری آفس کے بدعنوان قیصر رحمان صاحب جیسے لوگ اِس ریکارڈ کی بنیاد پر سائل کی سٹیزن پورٹل شکایات کو بند کر ڈالتے اور پھر سائل نے اِس مسئلہ کو اپنی خیبر پختونخواہ سٹیزن پورٹل شکایت نمبر 24064 میں اُٹھایا جو کہ ایڈیشنل اسسٹنٹ کمشنر III/انتظامی مجسٹریٹ جناب انصر محمود صاحب کو ریفر ہوئی جن کا قصہ بھی سائل نے بتفصیل اپنی مختلف درخواستوں /شکایات میں تحریر کیا مگر بلآخر اُنہوں نے اِس تجویز سے اتفاق کیا کہ محکمہ کی انکوائریاں سراسر غلط اور بے بنیاد اور غیر اطمنان بخش ہیں۔ نیز بلآخر اُنہیں یہ بات بھی سمجھ آ گئی کہ سردار برادران کے خلاف خصوصاً محکمہ میں کوئی بھی بولنے کی ہمت نہیں رکھتا چنانچہ آنجناب نے ایک تو یہ فرما کر انکوائری سے معزرت کر لی کہ اُن کے ماتحت تو صرف تحصیلدار ہیں اور اُنہوں نے یہ معاملہ دوبارہ ڈپٹی کمشنر صاحب کو ریفر کر کے سائل کی زیرِ تجویز ایک انکوائری کمیٹی کی طرف اُن کی توجہ دلائی جس میں محکمہ ھذا سے باہر کے لوگ بھی ہوں مثلاً نادرا، FIA، محکمہ پٹوار متعلقہ، محکمہ پولیس، محکمہ تعلیم اور عدالتوں سے متعلقہ لوگ بھی شامل ہوں جو کہ ڈپٹی کمشنر صاحب نے اپنے اختیارات کا سراسر غلط اور ناجائز استعمال کرتے ہوئے معاملہ دبا دیا اور یہاں کے سینئر سرکاری وکیل یعنی

انکوائری رپورٹ سے لف کیوں نہ کی گئی اگر سائل کی درخواستیں جھوٹی اور بے بنیاد ہیں؟

عبدالبصیر افغانی صاحب کے جاننے والے پورے ملک بشمول فیصل آباد میں بھی کئی لوگ ہیں جنہوں ڈی آئی خان کی نابینا ایسوسی ایشن کی بنیاد رکھی تھی مگر وہاں کی تنظیم سے اُن کے کچھ اختلافات پیدا ہونے کی بنا پر وہاں کے لوگوں نے اُن کی افغان قومیت کو چیلنج کر دیا تھا جس کی بنا پر اُنہوں نے اپنا تبادلہ یہاں کروالیا تھا اور 1996 میں ایبٹ آباد کے اِس ادارہ میں پناہ لی مگر 2011ء میں جبکہ اُن کی ریٹائرمنٹ انڈر پراسیس تھی یا وہ ریٹائر ہو چکے تھے تو سائل کو اُن کی افغان قومیت خود اُن کی زبانی کنفرم ہو گئی تھی اور سائل سے اُن کے اختلافات بھی پیدا ہو گئے تھے چنانچہ سائل نے اُن کی قومیت/شہریت کو FIA میں چیلنج کر دیا۔ سائل کو اِس بات کا بخوبی اندازہ تھا کہ محکمہ ھذا نے اُن کے حوالے سے حسب معمول کوئی کاروائی نہیں کرنی بلکہ محکمہ کی طرف سے اس بابت سائل پر شدید دباؤ ڈالا گیا اور اب تو محکمہ کی ساری صورت حال کُھل کر سامنے آچکی ہے۔ بدیں وجہ بدوران اپیل سائل نے جملہ ریکارڈ معزز سروس ٹریبونل بینچ کے سامنے رکھتے ہوئے یہ استدعا کی تھی کہ اِس محکمہ کو سائل کی انکوائری ریفر نہ کی جائے مگر بدقسمتی سے عدالت نے اِس پر سکوط اختیار کرتے ہوئے De Novo انکوائری کا حکم صادر فرمایا اور وکلاء کا یہی کہنا تھا کہ De Novo انکوائری بہرحال محکمہ ھذا ہی کرے گا اور سائل کے تحفظات کو بدقسمتی سے کسی نے بھی ملحوظ نہ رکھا اور انکوائری افسر بھی بار ہا نخرے کرتے ہوئے کہتا رہا کہ ”آپ کی تو بہت سی خواہشات ہیں، بہت سی توقعات اور آرزوئیں ہیں انہیں ہرگز پورا نہیں کیا جاسکتا آپ کی تو یہ بھی خواہش ہے کہ کیمرے ہوں، نادرا اور FIA کو بھی شامل انکوائری کیا جائے، پٹوار متعلقہ اور اکاؤنٹ افسر کو بھی شامل کیا جائے وغیرہ وغیرہ“ وہ یہ باتیں ایسے کر رہا تھا گویا سائل کی ذات پر احسان کر رہا ہو۔

☆ جناب والا! آپ کس ضلعی انتظامیہ کی بات کرتے ہیں؟ وہ ضلعی انتظامیہ جو اِن کے ساتھ اِس قدر ملی بھگت کا مظاہرہ کر رہی ہے کہ سائل کے پاس اِس بات کے ٹھوس ثبوت موجود ہیں کہ اِن کی طرف سے نہ صرف کرونا SOPs کی سنگین خلاف ورزیوں کو نظر انداز کیا جاتا ہے بلکہ اِن کے ایسے پروگراموں میں کمشنر جیسی بڑی بڑی شخصیات بھی شرکت کرتی ہیں اور مورخہ 05-02-2021ء کو قومی یومِ کشمیر کے موقع پر چونکہ مہمان خصوصی جناب چیف سیکرٹری صاحب خیبر پختونخواہ پشاور تھے۔ بدیں وجہ بار بار اُن کی آمد سے قبل لاؤڈ سپیکر پر اعلانات کیئے جا رہے تھے کہ چونکہ چیف سیکرٹری صاحب نے آنا ہے لہذا کرونا SOPs کا خیال رکھا جائے وگرنہ مورخہ 15-10-2020ء عالمی یومِ تحفظ سفید چھڑی جس کے پروگرام کی ریکارڈنگ مکمل طور پر سائل کے پاس محفوظ ہے اور جس میں کمشنر ہزارہ ڈویژن اور ڈپٹی کمشنر ایبٹ آباد جیسی شخصیات موجود تھیں اُس میں کہیں بھی یہ اعلان سامنے نہ آیا اور شاید ذرائع ابلاغ نے یہ تصویر کشی بھی کی ہو کہ کرونا SOPs کو بالکل بھی ملحوظِ خاطر نہیں رکھا گیا۔

مختصر یہ کہ سائل نے ڈپٹی کمشنر کو اِن لوگوں کے خلاف جو درخواستیں جمع کروائیں یا جو درخواستیں کمشنر اور ڈپٹی کمشنر سے ہوتی ہوئی ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر کے دفتر میں آتیں تو چونکہ اِنہوں نے کمشنر کے ساتھ ملی بھگت کر رکھی تھی اور سابق کمشنر کی بیگم کی نظر میں ایاز صاحب بڑے پسندیدہ تھے اور اُن کے نجی ادارہ کی Donor بھی تھیں۔ چنانچہ کمشنر نے اپنی ماتحت کمشنری کو یہ حکم دیا کہ جیسا یہ لوگ کہتے ہیں ویسا ہی کرو اور جیسا کہ کمشنر کو لکھی گئی درخواست بہت واضح تھی کہ نابینا اداروں کے ہاسٹلز میں بڑے نابینا افراد اور مقامی نابینا بچوں کو بھی رہنے کی اجازت نہیں اور اِسے غیر قانونی قرار دیا جاتا ہے مگر بینا افسران، کلرکس اور درجہ چہارم ملازمین ہاسٹل میں رہتے ہیں تو فوری چھاپہ زنی کے ذریعے اِن کی گرفت کی جائے اور سائل نے یہ بھی واضح کر دیا تھا کہ اِس محکمہ کے سب ہی لوگ اوپر سے نیچے تک ملے ہوئے ہیں اور اگر کوئی انہیں بُرا سمجھتا بھی ہے تو کوئی بھی کُھل کر سوائے سائل کے ان کے مقابلہ میں آنے کی جرت نہیں کرتا۔ چنانچہ سائل نے کمشنر کو دادرسی کے لئے اپیل کی مگر اُس نے وعدہ خلافی کرتے ہوئے معاملہ اِسی محکمہ کو